یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی ۲۷ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر

رسالہ

تشحیذ الاذہان

رمضان المبارک ۱۳۳۲ھ

ماہ اگست ۱۹۱۴ء

ایڈیٹر - قاضی ظہور الدین اکمل

فہرست مضامین

قیمت سالانہ عوام سے عہ طلباء سے ۱۲ غیر ممالک سے عہ

خاکسار فیروز شاہ کاتب

باہتمام پرنٹر الہ بخش پریس میں قادیان میں چھپ کر چوہدری عبدالسلام پبلشر کے حکم سے مینیجر تشحیذ نے شائع کیا

رسیدات ماہ مارچ ۱۹۱۴ع

۱۰ فروری ۱۹۱۴

- ۳۵۶ جناب منشی محبوب عالم صاحب ۱۴
- ۱۶۷۵ جناب میاں نبی بخش ۱۴
- ۵۵۶ جناب ماسٹر عنایت اللہ ۱۴
- ۹۲۵ جناب مولوی نور محمد ۱۴
- ۱۶۸۳ جناب محمد فیروز الدین ۱۴
- ۱۴۹۰ جناب محمد حیات خاں ۱۴
- ۱۲۷۲ جناب قاضی عبد اللہ — ۱۰۶۱ — چندہ ممبری
- ۱۸۶ جناب حافظ محمد
- ۱۵۹۱ جناب نجاب الدین ۱۴
- ۳۰۷ جناب محمد عبد اللہ صاحب ۱۴
- ۱۶۹۳ جناب ڈاکٹر منفس الرحمن ۱۴
- ۱۱۹ جناب مولوی سکندر علی ۱۴
- ۲۱۵ جناب گل حسین صاحب

۲۴ فروری ۱۴

- ۱۳۰۵ جناب بدر الدین احمد صاحب ۱۴
- ۱۲۹۲ جناب سید غلام مصطفےٰ ۱۴
- ۲۰۹ جناب چودری غلام محمد ۱۴
- ۲۹۳ جناب شاہ السوتہ ۱۴
- ۲۱۹ جناب حافظ محمد اسحق ۱۴
- ۹۳۲ جناب محمد شفیع ۱۴ — چندہ
- ۱۶۰۹ جناب غلام حیدر

۲۵ فروری ۱۴

- ۱۶۶۲ جناب شیخ علی اکبر صاحب ۱۴
- ۵۵۶ جناب ماسٹر عنایت اللہ ۱۴
- ۹۳۲ جناب منشی امام الدین صاحب ۱۴ — ۲ ربیع ۱۴
- ۱۶۸۳ جناب عبد الرحیم صاحب ۱۴
- ۵۰۶ جناب منشی دولت خاں صاحب ۱۴
- ۸۳ جناب بابو عبد المجید ۱۴
- ۱۶۳ جناب شیخ غلام نبی ۱۴
- ۱۸۶ جناب مولوی عزیز بخش
- ۱۸۳ جناب منشی عبد الرحمن ۱۴
- ۱۸۸ جناب میاں محمد یوسف
- ۱۹۶ جناب حافظ غلام رسول ۱۴
- ۲۵۶ جناب منشی محمد حسین ۱۴
- ۳۰۵ جناب میاں نبی بخش ۱۴
- ۳۰۶ جناب سکرٹری انجمن احمدیہ ۱۴
- ۳۲۰ جناب شیخ رحمت اللہ ۱۴
- ۳۲۱ جناب مرزا عنایت علی ۱۴
- ۳۵۲ جناب ماسٹر برکت علی ۱۴
- ۳۶۹ جناب منشی عبد الکریم ۱۴
- ۱۴۰۰ جناب مستری محمد ابراہیم ۱۴
- ۱۴۱۲ جناب محمد رمضان و محمد سلطان ۱۴
- ۱۴۱۵ جناب محمد سلیمان ۱۴

- ۲۱۶ جناب منشی خدا بخش صاحب ۱۴
- ۲۸۵ جناب عنایت اللہ ۱۴
- ۵۷۵ جناب سید محمد ۱۴
- ۶۲۲ جناب میاں قدرت اللہ ۱۴
- ۱۳۲ جناب قاضی ظہور الدین
- ۶۲۹ جناب ابو عطا محمد ۱۴

۵ مارچ ۱۴

- ۶۷۸ جناب محمد ابراہیم صاحب ۱۴
- ۵۴ جناب محمد ابراہیم ۱۴
- ۱۳۰ جناب میاں عبد اللہ ۱۴
- ۳۵ جناب حکیم خادم علی ۱۴
- ۱۳۴ جناب عبد الکریم خان ۱۴
- ۲۱ جناب بابو محمد اسماعیل
- ۲۹ جناب منشی محبوب عالم ۱۴
- ۹۶۱ جناب میاں غلام مصطفےٰ خان
- ۱۵ جناب محمد امین ۱۴
- ۹۲ جناب مرزا رسول بیگ ۱۴
- ۱۴۹۹ جناب مولوی محمد ابراہیم
- ۱۴۹ جناب پیر برکت علی شاہ ۱۴
- ۱۳۰۹ جناب سید جلال ۱۴
- ۱۶ جناب ڈاکٹر محمد اسماعیل ۱۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

قدرت ثانیہ

ڈاکٹر صاحب کا نامکمل حوالہ

قدرت ثانیہ کا لفظ جو حضرت اقدس کی الوصیۃ میں آیا ہے۔ اسکے متعلق پیغام صلح میں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے ایک مضمون لکھا ہے ماحصل اسکا یہ ہے کہ قدرت ثانیہ سے مراد "در اصل آپکی جماعت کا غلبہ دوسروں پر ہے نہ کہ خلفاء کا سلسلہ اور اسکے ثبوت کے لئے کچھ وجوہات دی ہیں"۔ اس وقت ہم انکو بیان نہیں کرتے صرف اول قدرت ثانیہ پر عام بحث کرینگے بعدہ جو اعتراض لاہوری دوستوں کی طرف سے ہوئے ہیں۔ انکا جواب لکھینگے۔ وباللہ التوفیق۔

اوّل سب سے یہ عرض ہے کہ ہمارے مخالفین کی یہ عادت ہو گئی ہے۔ کہ ہمیشہ حوالہ مضمون کا نا تمام اور نامکمل پیش کرتے ہیں اور جب آخری فیصلہ کنندہ فقرہ آتا ہے اس سے پہلے حوالہ بند کر دیتے ہیں جناب مولوی محمد علی صاحب نے اپنے اعلان اور مضامین میں جہاں مسئلہ

کفر و اسلام اور نبوت کی بحث کی ہی۔ ہر جگہ یہی غضب ڈھایا ہی اگر وہ اپنے تمام حوالہ جات میں صرف ایک یا دو فقرے آگے کے حذف نہ کرتے اور پوری عبارت ادا کر دیتے تو خود ہی ہر جگہ پر ملزم ہو جاتے۔ اسی طرح یہاں بھی ہمارے مکرم دوست نے اسی عمل کی تقلید کی ہے چنانچہ انکے حوالہ کے آگے یہ فقرہ اور زیادہ کرنا کہ

"پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہی خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق کے وقت میں ہوا"

اس تمام عبارت کے مطلب کو بہت واضح کر دیتا۔ خیر اب ہم قدرت ثانیہ کا حوالہ پورا پیش کرتے ہیں۔

قدرت ثانی کے بارے میں حضرت اقدس کا ارشاد

حضرت صاحب فرماتے ہیں۔

"تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہی اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہی جن کے ذریعہ سی وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہی (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہی (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائیگی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں۔ اور انکی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہی اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہی پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہی وہ خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہی جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق کیوقت میں ہوا۔ جبکہ آنحضرت صلعم کی موت ایک بیوقت موت سمجھی گئی۔ اور بہت سی بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہ بھی مارے

غم کے دیوانوں کی طرح ہو گئے تب خدا تعالےٰ نے حضرت ابوبکر صدیق کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔ اور اسلام کو نابود ہوتے ہوئے تھام لیا۔ اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا۔ ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی لہم ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا۔ یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ کے وقت میں ہوا۔ جبکہ حضرت موسیٰ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچا دیں فوت ہو گئے۔ اور بنی اسرائیل میں ان کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا جیسا کہ توریت میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اس بیوقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسیٰ کی ناگہانی جدائی سے چالیس دن تک روتے رہے۔ ایسا ہی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا۔ اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتر بتر ہو گئے۔ اور ایک ان میں سے مرتد بھی ہو گیا۔"

سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالےٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اسلئے تم میری اس بات سے جو تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو۔ اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اسکا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جسکا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤنگا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیجدیگا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہیگی۔ جیسا کہ خدا کا براہین میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت

نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہی جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہی کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں. قیامت تک دوسروں پر غلبہ دونگا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہی وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھائیگا جس کا اس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں۔ جن کی نزول کا وقت ہی پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جبتک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جنکی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ اور میں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہوکر دعا کرتے رہو۔ اور چاہیئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھی ہوکر دعا میں لگے رہیں۔ تو دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہی۔" ثم کلامہٗ

یہ تمام عبارت الوصیّۃ کی ہی جہاں قدرت ثانیہ یا اسکی تفصیل و تفسیر بیان فرمائی گئی ہے اور اسکے بعد قدرت ثانیہ کا ذکر اور کہیں نہیں ہی۔ ہاں اس سے پہلے ایک جگہ فرماتے ہیں

"اور وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دیگا کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد"

حضرت اقدس ع نے اپنے آپکو نبی کیطور پر پیش کیا

اب اسجگہ بیشتر اسکے کہ ہم اصل مضمون کی طرف توجہ کریں ایک نکتہ بیان کر دیتے ہیں۔ الوصیّت کی عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صاحب نے اپنے تئیں زمرۂ انبیاء میں داخل فرمایا ہی آیت کتب اللّٰہ لاغلبنّ انا و رسلی اور پھر اسکی تفسیر پھر ضمن انبیاء کی مثالیں پھر مرسلین اور انبیاء کی وفات اور انکی جماعت کا حال سب اس بات پر صاف صاف دلیل ہیں کہ حضور علیہ السلام اپنے تئیں نبی سمجھکر اور اپنے سلسلہ کو ایک نبی کا سلسلہ سمجھکر اور اُسی رنگ و پیرایہ میں اپنے

تیئں انبیاء سابق سے ملا کر اپنی جماعت کو وصیت اور نصیحت کر رہے ہیں بلکہ نہ صرف اپنی تیئں بلکہ جماعت کو بھی انبیاء اولو العزم کی جماعتوں سے تشبیہ دیکر آئندہ ابتلاؤں سے انکو آگاہ فرما رہی ہیں۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔

الوصیت کی عبارت کی تشریح

اب آپ اس متذکرہ بالا عبارت الوصیۃ پر غور فرماتے جائیے "وہ (یعنی خدا) اس سلسلہ کو پوری ترقی دیگا۔ کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد" اور "میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے"

ان عبارات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جس طرح سلسلہ کی ترقی حضرت صاحب کے وجود سے ہوئی۔ اسی طرح آپ کے بعد قدرت ثانیہ سے جس کا مظہر بعض اور وجود ہونگے ترقی ہوگی۔ یہ معنی اس سے ہرگز ہرگز نہیں نکلتے۔ کہ قدرت ثانیہ محض جماعت ہے نبیہ کی ہیں۔ اہر یہ تو عیسائیوں والی بات ہوئی۔ جب وہ مسیح کی آمد ثانی کا انتظار کر کر کے تھک گئے تو کہدیا کہ اسکی دوبارہ آمد سے مراد اسکا چرچ ہے۔ اور اس طرح آمد ثانی کی پیشگوئی پوری کر کے اپنی تسلی کر لی۔ یہاں قدرت ثانیہ سے صریحاً اور لفظاً ایسے وجود مراد ہیں۔ جنکی وجہ سے اس جماعت کا دنیا پر غلبہ ہوگا۔ اور جس طرح خلفائے اولین نے اسلام کو بظاہر گرتے گرتے سنبھال لیا تھا۔ اس طرح اس نبی کے بعد بھی اسکے خاص مشن اور جماعت کو گرنے سے اور وجود ہونگے جو سنبھال لینگے۔ بس کیا تم نے نہیں دیکھا کہ حضرت اقدس کی بظاہر بے وقت وفات کے بعد جب مرتد ڈاکٹر اور امرتسری مکذب اور اور مخالفین نے ہر طرح کے اعتراضوں سے اس جماعت کو نشانہ بنانا چاہا۔ اور عیسائیوں اور آریوں اور غیر احمدی مکذبین نے ہجوم اور ہلہ کر کے جماعت کے پاؤں ڈگمگا دیئے۔ اور لاہور میں ہی عوام نے ایسا ستایا کہ گویا وہ ہمیں ذلیل کر دینگے۔ ایسے وقت میں خدا نے **نور الدین** کو جو قدرت ثانیہ کا پہلا مظہر تھا کھڑا کر دیا۔ اور اسکے ہاتھ پر متحد ہونیکی وجہ سے خدا تعالیٰ

نے پھر ہماری ہوا باندھ دی اور ہم کو ہلاک ہونے اور بہتوں کو ہلاک ہونے سے بچا لیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر

یہی مذہب تھا حضرت خلیفۃ المسیح کا چنانچہ فرماتے ہیں۔

"ایک طرف موت ہے دوسری طرف دشمن ہنستا ہے۔ سامنے قوم ہے۔ ان کلمات طیبات اور اس نظارہ کو جو آپکی وفات کے بعد لاہور میں ہم نے دیکھا ہے۔ کوئی عقلمند سعید دیکھے اور بیباک مرتد کا ٹریکٹ اسپر طرہ۔ اور امرتسری مولوی کا اشتہار علاوہ بریں ہے۔ تو قدرت کا مشاہدہ ہو جاتا ہے کہ خدا کی باتیں کیسی سچی ہوتی ہیں جو وہ اپنے بندوں سے فرماتا اور انکے منہ سے نکلواتا ہے۔ اب آپکی وفات تو ہو چکی اور ہم نے دیکھ لی۔ اور وہ صداقت بھی ظاہر ہو چکی جس کا ذکر فرمایا۔ کہ لوگ ہنسی ٹھٹھا کرینگے تو اب الوصیۃ کے صفحہ نمبر ۵ سطر اول میں جو اشعار فرماتے ہیں انکو پڑھیں۔ نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں (جیسے ہمکو لاہور میں ایسا تنگ کرنا چاہا کہ گویا اب ہم کو کھا لینگے۔ اسوقت ابر رحمت کی طرح پولیس آگئی اور مسخرے خائب و خاسر بھاگے) اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائیگی۔ اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں۔ اور انکی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اور کئی بد قسمت مرتد ہونیکی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالےٰ دوسری مرتبہ (پہلی مرتبہ تو اس امام کے وقت میں ان لوگوں نے ناخنوں تک زور لگایا۔ اور جہانتک ان سے ہو سکا جان و دل سے سر توڑ کوششیں کیں پر الٰہی قدرت نے آخر ایک ممتاز جماعت قائم کر دی) اپنی قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو آخر تک صبر کرتا ہے خدا تعالےٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابو بکرؓ صدیق کے وقت میں ہوا۔"

"عزیزاں غور کرو! آپ کے بعد معاً دفن سے پہلے جماعت میں بلا اختلاف شمال سے جنوب اور مغرب سے مشرق تک وحدت کی روح اللہ و قادر و مقتدر نے کس طرح پھونک دی ہے۔ اے خدا قربان احسانت شوم اب ایک مسلمان۔ ایک مدبر ایک عاقبت اندیش اور ایک دنیا کے حوادث کو دیکھنے والا غور کرے۔ حضرت میرزا کا ایک کیا چار بیٹے اور پوتا معصوم میرزا کا داماد محمد علی نام کا مجموعہ قابل قدر اور لائق موجود۔ میرزا کا خسر بجائے باپ موجود ہے۔ اور تمام قوم نے ایک اجنبی کے ہاتھ پر بیعت کر لی"۔

اب اس عبارت کو پڑھنے سے ایک معمولی سمجھ کا آدمی بھی فوراً اس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنے اوپر جماعت کے متفق ہونیکا نام قدرت ثانیہ رکھا ہے۔ اور یہاں اپنے تئیں اس دوسری قدرت کا مظہر گردانا ہے کاش کہ کوئی سمجھے۔

جماعت کا غلبہ دوسروں پر مترادف قدرت ثانیہ نہیں ہو سکتا۔

قابل غور یہ امر ہے کہ "جماعت کا غلبہ دوسروں پر" کسطرح مترادف قدرت ثانیہ ہو سکتا۔ جبکہ ہم صریحاً یہ لکھا ہوا دیکھتے ہیں کہ جماعت کی خود حالت ایسی ہو جاتی ہے کہ دشمن یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائیگی اور خود جماعت کے لوگ تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور انکی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اور کئی بدقسمت مرتد ہونیکی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب دوسری مرتبہ خدا تعالیٰ گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ اب فرماؤ ایسی حالت تو خود جماعت کی رہجاتی ہے وہ بیچاری کیا دوسروں پر غلبہ پائیگی۔ انکی اپنی ہی کمر شکستہ ہوتی ہے اور وہ خود متردد اور مرتد ہونیکے قریب ہو جاتے ہیں۔ جیسے کہ تم نے خود یہ نظارہ دیکھا پھر بھی مظہر قدرت ثانی کے وجود سے انکار کرتے ہو جس کے سبب سے اور جس کی عقد ہمت سے خدا نے تمہاری کمریں مضبوط کیں اور تمہارے تردّد اور کمزوری ایمان کو دور کیا۔ اور تمہیں ارتداد سے بچایا۔ پھر اے ناشکرو! بجائے اس مظہر قدرت پر خدا کا احسان

ماننے کے تم اپنے اوپر فخر کرتے ہو۔ اگر نور الدین اسوقت نہ کھڑا ہوتا تو بخدا اس جماعت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے۔ اور مخالفین ہم کو اپنے میں جذب کر لیتے۔ اور اعتراضوں اور استہزاء کے مارے ہمارا رہنا زمین پر تنگ کر دیتے۔ اور لوگوں کی نظروں میں ہم ذلیل وخوار ہو جاتے۔ صرف اس وجود کیساتھ لگ کر ہم جماعت بنے رہے۔ اور ہمارا اتحاد مضبوط ہوا۔ کیا فخر ایک شکستہ کمر جماعت پر کرتے ہو۔ جس جماعت کا یہ حال ہو کہ ابھی ابھی ایک نبی کی تربیت اور تعلیم سے نکل کر اسکے مرتے ہی وہ ایسی قابل رحم حالت میں ہو جاوے وہ آگے چلکر اور برسوں اور صدیاں گزرنے پر کیا ہمت دکھاتی۔ اور اسکا کیا خاک غلبہ ہوتا۔ یہ خدا کے وعدہ کے بموجب قدرت ثانیہ ہی تھی۔ اور پھر اسکا مظہر اول جس کے بل بوتے پر تم کھڑے ہو کر دنیا کو منہ دکھانے جوگے ہوئے۔ کیا ابھی سے ایسے کافر نعمت بنگئے۔ کہ جس سے تم نے فیض پایا۔ اور جس نے تمکو ہلاکت سے بچایا۔ اسکے وجود کو لغو اور بے فائدہ سمجھنے لگے۔ اور قدرت ثانیہ اپنا نام رکھنے لگ گئے۔

قدرت ثانی کی پہلی مثال

اب قدرت ثانی کی مثالوں کی طرف خیال کیجئے۔

(۱) اول مثال حضرت ابو بکر کی فرما کر انکے وجود کو قدرت ثانیہ قرار دیا اور صریح فرمایا کہ رسول اللہ صلعم کی "موت بے وقت سمجھی گئی۔ بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے۔ اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانے ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق کو کھڑا کیا۔" اب یہاں صاف طور پر فرمایا کہ آپ کے بعد کیا اعراب اور کیا جماعت صحابہ سب بدحال ہو گئے۔ صرف اسوقت ایک ماں ایک ہی شہر تھا جو خدا کی تائید سے ثابت قدم رہا اور اس نے تمام جماعت کو سنبھال لیا۔ کیا مرتدین غلبہ حاصل کر سکتے تھے کیا وہ صحابہ جو دیوانوں کی طرح خود ہو رہے تھے استحکام دین کر سکتے تھے ہرگز نہیں صرف ایک شخص کھڑا ہوا۔ اور اس نے سب کے ارتداد کو دور کیا۔ دیوانوں کے غم اور غلط فہمیوں کو ہٹایا۔ تب جا کر جماعت اس قابل ہوئی کہ اپنا کام سرانجام دے۔ پس معلوم ہوا کہ خلیفہ کے وجود کے بغیر تمام کام درہم

برہم ہوجاتا۔

بغیر خلیفہ کے غلبہ محال ہے

اور یہ خدا کا فضل ہے کہ وہ ہمیشہ امت محمدیہ کو انسانی مظہروں کے ذریعہ ہدایت پر قائم رکھتا ہے۔ اس امت کیلئے کوئی روح القدس کے کبوتر کی روح یا کلیسیا کے بے خبری میں اترنے والی آمد ثانی کی ضرورت نہیں۔ بلکہ خدا ہمیشہ بموجب اپنے وعدہ کے قیامت تک خلفاء کا سلسلہ جاری رکھیگا۔ کیونکہ انہی کے وجود باجود سے اسلام کی فتح ہے خواہ وہ خلفائے راشدین کی شکل میں ہوں خواہ مجددین کے رنگ میں خواہ مسیح موعود کے رنگ میں اور خواہ اس کے بعد قدرت ثانیہ کے رنگ میں آیت استخلاف قیامت تک امت محمدیہ پر حاوی ہے یہ سلسلہ امت محمدی اور قرآنی احکام سے باہر نہیں ہے۔ جو تم اسکے لئے نئے قوانین اور الہام ڈھونڈتے ہو۔

خلافت نہیں تو اسلام کا خاتمہ

اب اسلام ماں لا اسلام اسی میں محدود ہے اور جو جو وعدے اور فضل محمد رسول اللہ کی زبان پر اس امت کے لئے ہوئے ہیں وہ سب اب اس جماعت پر قیامت تک پورے ہوتے رہینگے کیونکہ یہ آخرین منہم کے مطابق اب روئے زمین پر ایک ہی محمدیوں کی جماعت ہے اور یہ کہنا کہ چونکہ آیت استخلاف، حضرت صاحب کا الہام نہیں ہے اسلئے وہ اب اس جماعت پر صادق نہیں آئیگی۔ گویا اسکے مترادف ہے کہ یہ سلسلہ اس محمدی سلسلہ سے الگ ہے اور غیر احمدیوں میں تو خلفاء آتے رہینگے مگر احمدیوں میں نہیں یا اگر غیر احمدی ناحق پر ہیں اور احمدی اس محمدی سلسلہ سے الگ ہیں تو پھر نعوذ باللہ اسلام ہی دنیا سے اٹھ گیا اور خدا کا وعدہ ختم ہو گیا۔ کیونکہ احمدی تو اپنے لئے چند الہام لیکر قرآنی وعدوں اور انعامات سے الگ ہو کر نکل گئے۔ رہ گئے غیر احمدی سو جن کے نزدیک وہ مسلمان ہیں۔ انکے خیال میں تو سلسلہ خلافت کا صرف غیر احمدیوں میں ہی تا قیامت چلا جائیگا اور وہی اس آیت کے مصداق ہونگے۔ اور جن کے نزدیک

وہ سچے مسلمان نہیں ہیں انکے نزدیک پھر قرآن کے وعدے اور انعامات لینے والی دنیا کے پردہ پر کوئی جماعت ہی نہ رہی چلو چھٹی ہوئی۔ مذہب اسلام کا خاتمہ ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

قدرت ثانی کی دوسری مثال یوشع

اب دوسری مثال لیجئے یہاں حضرت موسیٰ کی وفات کا ذکر ہے۔ اس وقت انکی موت پر خدا تعالےٰ نے حضرت یوشع بن نون کو قدرت ثانیہ کے رنگ میں اس جماعت میں کھڑا کیا۔ اور اسی طرح پے در پے انبیاء اور خلفاء اس سلسلہ میں مبعوث ہوتے رہے کہ ہمیشہ یہ قدرت ثانیہ کسی انسانی مظہر اور فرد واحد کے ہی رنگ میں ظاہر ہوئی نہ کسی انجمن یا جماعت کے طور پر اور جو جو بنی اسرائیل پر فضل ہوئے وہ خدا کے نبی اور خلیفے ہی لائے۔ حالانکہ وہاں ایسی کوئی آیت استخلاف نہ تھی۔ بلکہ توریت میں بحیثیت بنی اسرائیل ہونے کے اور بحیثیت ایک قوم اور جماعت ہونیکے تمام وعدے دئے گئے تھے مگر پھر بھی جب وہ وعدے پورے ہوئے یا بنی اسرائیل کو کسی مصیبت سے رستگاری ہوئی۔ تو انہی مظہر افراد کی برکت سے ان کے ہاتھ پر نہ کہ اپنی کسی جماعت کی قوت پر۔

تیسری مثال قابل ہے

تیسری مثال جو حضرت اقدس نے دی ہے اسپر ڈاکٹر صاحب نے ہاتھ ڈالنا چاہا ہے۔ اسجگہ اول تو یہ یاد رکھنا چاہئیے کہ حضرت عیسیٰؑ کی وفات کا ذکر نہیں ہے نہ حضرت صاحب کا ایمان تھا نہ ہمارا اور آپکا ایمان ہے کہ صلیب پر حضرت مسیح فوت ہو گئے بلکہ وہ اس واقعہ کے بعد قریباً ۹۰ برس زندہ رہے۔ اور کشمیر میں مدفون ہوئے یہاں حضرت صاحب نے صرف ایک مثال مصیبت اور تفرقہ جماعت کی دی ہے۔ اپنی موت کے مقابل صرف حضرت رسول کریمؐ اور حضرت موسیٰ کی موت کو رکھا ہے اور حضرت عیسیٰ کی زندگی کے ایک بڑے واقعہ کو بیان فرمایا ہے نہ کہ انکی موت کے ذکر کو ہاں اگر یہ خیال کیا جاوے کہ جب وہ ایک مذہب کی تبلیغ کر کے اس ملک سے چلے گئے تو گویا انکی طرف سے تو وہ مر گئے تو اس طرح سے یہ حادثہ صلیب بیشک ان حواریوں کے نزدیک انکی وفات کا مترادف تھا۔ اس رنگ سے بھی اگر دیکھا جاوے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کے بعد انکی جماعت اور خلافت کا انکار ہم کو نہیں ملتا۔ بلکہ معلوم ہوتا ہے ان کے بعد بھی قدرت ثانیہ کا ظہور رہا۔ اسکے قرائن ہم کئی طرح سے دے سکتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ کی خلافت کا ثبوت

۱۔ عیسائیوں میں آجتک ایک انتظام جماعت اور ایک رئیس و امیر کا موجود ہونا اور رومن کیتھلک فرقہ میں پوپ کا وجود شہادت دے رہا ہے کہ ان کے ہاں مسیح کا جانشین ہمیشہ سے مانا جاتا رہا ہے۔ اور تمام رومن کیتھلک قوموں حتّٰی کہ بادشاہوں اور سلطنتوں کی بھی فرمانبرداری ثابت کرتی ہے کہ یہ سلسلہ ان لوگوں کا بعد میں خود ساختہ نہیں ہے بلکہ انکی اصل ابتدا از زمانۂ مسیحیت سے چلی آتی ہے۔ پراٹسٹنٹ جو آزاد خیال فرقہ ہے ان میں بھی ایسا نظم و نسق موجود ہے اور چرچ میں عہدہ داروں کی تمیز اور بشپ اور آخر میں آرچ بشپ کا سب پر افسر ہونا بھی اسی کی دلیل ہے۔ کہ یہ لوگ ایک جماعت اور ایک امیر کے خیال کو ہمراہ لیکر رومن کیتھلک لوگوں سے الگ ہوئے ہیں۔

۲۔ کشمیر میں وفات حضرت مسیح علیہ السلام کی ہوئی اور وہیں آپ دفن ہوئے سو اس ملک میں آپکی تعلیم کا اثر ضرور ہوا ہوگا۔ اب ہم عام کشمیری لوگوں کے مذہبی خیالات کیطرف دیکھتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ نہایت پیر پرست واقع ہوئے ہیں۔ اور اس کثرت سے ان میں رواج بزرگوں کے ماننے کا ہوگیا ہے کہ مسلمان ہوتے ہوئے بھی یہ قوم اپنی ان عادات کو ترک نہیں کر سکی بلکہ اسکا کچھ نہ کچھ اثر ان میں باقی ہے۔ یہ اثر اس قوم میں پیر پرستی کا کہاں سے پیدا ہوا۔ اگر یہ کہو کہ چونکہ یہ لوگ بنی اسرائیل تھے۔ اس لئے ان باتوں کے پہلے ہی عادی تھے سو اسکا جواب یہ ہے کہ اول تو یہود مشرک اور پیر پرست قوم نہیں تھی۔ بلکہ الا ماشاء اللہ اکثر موحد تھے دوسرے ان لوگوں کی تو عادت انبیاء اور خلفاء کی بات نہ ماننے اور انکار کی تھی نہ کہ انکی فرمانبرداری اور نہایت درجہ اطاعت کی۔ یہ اطاعت اور بزرگوں کے ماننے کی فطرت کا خمیر تو حضرت مسیح اپنے ساتھ لائے۔ اور اس قوم میں ڈال گئے۔ اور انکے بعد ضرور سلسلہ خلافت کا چلا۔ ورنہ بحیثیت قوم کے یہ لوگ اسقدر پیروں اور بزرگوں کے ماننے والے نہ ہوتے۔ اور

یہ اعتراض کہ آخر اسکا نتیجہ جیسا کہ یہاں ہوا پیر پرستی اور شرک ہی تو ہم اسمات کا آگے چلکر جواب دینگے۔

۳۔ تیسرے یہ کہ عدم علم سے عدم شئے لازم نہیں آتا جب تمام انبیاء کے خلفاء ثابت ہیں۔ تو مسیح کو الگ رکھنا چہ معنی وارد۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے اپنے رسولوں کو مخاطب کر کے اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ۔ یعنی یہ جماعت تمہاری ایک جماعت ہے اور میں تمہارا رب ہوں پس مجھ سے تقویٰ کرو۔ یہاں ایک تو تمام انبیاء کے سلسلوں کو ایک سلسلہ فرمایا یعنی تمہاری تعلیم۔ وحی۔ جماعت بنانا۔ توحید۔ شریعت اور تمہاری زندگی موت۔ اور پھر تمہاری جانشینی اور جماعت کا قیام بعد میں سب ایک ہی طرح کا ہے۔ کسی ایک سلسلہ کو دوسرے سے مغائرت نہیں یعنی یہ کہ اگر اکثر انبیاء کے خلفاء ثابت ہوں۔ تو ہم کیوں ایک کو الگ کریں کہ اسکے بعد خلافت نہیں ہوئی۔ پھر فَاَنَا رَبُّكُمْ یہاں بڑا صریح اشارہ ہے کہ تمہاری ربوبیت جس میں جماعت کی ربوبیت بھی داخل ہے میرے ذمہ ہے اب چونکہ ہر نبی پورا کام کر کے نہیں جاتا۔ بلکہ اسکی موت پر کچھ باتیں قابل تکمیل رہجاتی ہیں۔ اسلئے انکی تکمیل خلفاء کرتے ہیں۔ مسیح کی موت یا صلیب سے رخصت کے وقت ضرور تھا۔ کہ ان قابل تکمیل باتوں کی کوئی پیچھے تکمیل کرے۔ پس سوائے سنت مستمرہ خداوندی یعنی خلفاء کے وجود کے اور کون تھا جنھوں نے حضرت مسیح کے بعد تکمیل دین کی کیونکہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ "تخم ریزی انبیاء کے ہاتھ سے ہوتی ہے لیکن انکی پوری تکمیل انکے ہاتھ سے نہیں کرتا"۔ پس ضرور ہے کہ مسیح ع بھی کچھ کام تکمیل کے لئے چھوڑ گئے ہوں اور انکی تکمیل سوائے خلفاء کے اور کون کر سکتا ہے۔

یاد رہے کہ مذکورہ بالا آیت حضرت مسیح موعود کے ذکر کے بعد ہی بیان کی گئی ہے اس سے پہلی آیت میں مسیح کا ذکر ہے مراد یہ ہے کہ مسیح موسوی کے سلسلہ کو اور تمام انبیاء کے سلسلہ سے مغائر اور مختلف نہ سمجھنا۔ بلکہ یہ سب اُمّت واحدہ کے حکم میں ہیں۔

پھر اس تکمیل کے لفظ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ قدرت ثانیہ سے مراد غلبہ جماعت نہیں ہے کیونکہ انبیاء کے دین کی تکمیل جماعت کے غلبہ سے نہیں ہوتی۔ اور نہ تمکین صرف جماعت کے غلبہ سے ہوتی ہے۔ بلکہ اس تکمیل اور تمکین سے ثابت ہوتا ہے کہ جو اصول اور عقائد حقہ وغیرہ انہوں نے دنیا میں خدا کی طرف سے لاکر پیش کئے۔ انکے معنی سمجھنے میں بعض اوقات غلطی رہ جاتی ہے اور اگر خلفاء تمکین اور تکمیل نہ کریں۔ تو لوگ غلط عقائد پر قائم ہو جاتے ہیں۔ مثلاً حضرت ابو بکر صدیق کی بابت ہی دیکھ لو کہ آنحضرت کی وفات پر لوگ کہنے لگے کہ آپ نہیں مرے اور قد خلت من قبلہ الرسل کی آیت گویا ابو بکر رضؓ کی زبان پر دوبارہ نازل ہوئی یا زکوٰۃ کے معاملہ میں لوگ اس رکنِ اسلام کے سمجھنے میں غلطی پر پڑ گئے تو ابو بکر رضؓ نے انکو سمجھایا کہ دیکھو یہ مطلب ہی زکوٰۃ اور ادائے زکوٰۃ کا۔ اگر اس وقت ان عقائد حقہ کو قائم نہ کیا جاتا تو پھر لوگ آئندہ کے لئے بڑی بڑی گمراہیوں میں مبتلا ہو جاتے۔ پس تکمیل سے یہ سمجھنا کہ جماعت کا غلبہ ہو جائیگا غلط ہے بلکہ خود جماعت ناقص ہوتی ہے جس کی تکمیل خلیفہ کے ذریعہ سے ہوتی ہے اور جماعت کا غلبہ بعض اوقات غلط خیالات پر ہو جاتا ہے۔ پس ضرور تھا کہ حضرت مسیح کے بعد خلفاء آتے۔ کیونکہ اگرچہ وہ تشریعی نبی نہ تھے مگر ایک کتاب رکھتے تھے۔ اور اس کتاب میں کچھ احکام شرعی بھی ضرور تھے۔ اور وہ نبی اور رسول تھے اور انکی تخم ریزی کے بعد انکے کام کی تکمیل ضروری تھی۔

۴۔ یہ ظاہر ہے کہ موجودہ اناجیل میں سے ایک بھی انجیل وہ نہیں ہے جو حضرت مسیح پر نازل ہوئی۔ اور جب خود ایک نبی کی اپنی کتاب کا پتہ آج نہیں چلتا۔ تو یہ کہنا کہ مسیح کی خلافت ثابت کر کے دکھاؤ کیسا بیمعنی سوال ہے وہاں تو اصل نبوت ہی گم ہے۔ پھر فرع کو کیا ڈھونڈتے ہو مسیح کی امت میں ایک شخص پولوس پیدا ہوا۔ اس شخص نے تمام شریعت اور طریقہ نبوی کو غارت کر کے گندے سے گندے عقائد ملا کر اس مذہب کی شکل مسخ کر دی اور اسکی مہربانی سے اسقدر دین مسیحی بعد میں بگڑ گیا۔ کہ اصل کا کچھ پتہ نہ رہا۔ اور چونکہ خدا تعالیٰ

کو بھی یہی منظور تھا کہ ظلمت ایکدفعہ کامل طور پر اس آفتاب جہاں تاب صلی اللہ علیہ وسلم کی طلوع ہونے سے پہلے اپنا زور دکھالے۔ اسواسطے مسیح کا سلسلہ دور تک نہیں چلا۔ کہ اسکی تاریخی سند ہم پیش کرسکیں مسیح تو اللہ میاں بنگئے۔ انکی کتاب سوئے عدم چلی گئی۔ خود انکی موت کی حقیقت بھی ۱۹۰۰ برس بعد آج کھلی پھر تمہاری خلافت کس گنتی میں تھی۔ جس کا تاریخی ثبوت اسوقت ہم مہیا کرسکیں۔

خلاصہ مطلب پس اس ساری طول طویل تقریر کا مطلب یہ ہے ہم مسیح کو بھی گروہ انبیا میں داخل ہونے کے سبب صاحب خلافت مانتے ہیں۔ اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے۔ انکے بعد بھی قدرت ثانیہ کے مظاہر کا ہونا یقین رکھتے ہیں۔ مگر چونکہ ہمیں کوئی تفصیل خود انجیل کی یا مسیح کے بعد جو کارروائیاں ہوئیں انکی معلوم نہیں اور ہر چیز اس زمانہ کی ایک اندھیرے میں ہے اسلئے ہم کسی خلیفہ یا جانشین کا نام نہیں بتا سکتے۔ بہر حال عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آتا۔ اور چونکہ یہ سنت اللہ ہے اسلئے ہمارے مخالفین اگر اسے نہیں مانتے تو انپر اس بات کا بار ثبوت ہے کہ وہ ثابت کریں کہ مسیح کے بعد کوئی خلفاء اسکے نہیں ہوئے

مسیح ناصری کی خلافت نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ مسیح محمدی کے بعد بھی سلسلہ خلفاء نہ ہو البتہ ایک اعتراض کا جواب دینا یہاں ضروری ہے وہ یہ کہ بالفرض اگر مسیح موسوی کے بعد خلافت نہ بھی مانی جاوے تب بھی مسیح محمدی کے بعد اسکی عدم ضرورت لازم نہیں کیونکہ یہ سلسلہ جیسے ہمارے ڈاکٹر صاحب کا بیان ہے۔ موسوی سلسلہ سے ایسا مطابق نہیں کہ کوئی اختلاف ہی نہ ہو۔ اور ہر بات اس سلسلہ کی اس سلسلہ میں پائی جاوے۔ مثلاً موسوی سلسلہ میں ہزاروں نبی آئے یہاں صرف ایک مدعیٔ نبوت ظاہر ہوا۔ وہاں تمام سلسلہ بنی اسرائیل تک محدود تھا یہاں تمام جہاں کے لئے۔ وہاں مسیح بے باپ پیدا ہوا یہاں معمولی انسانوں کے طور پر۔ وہاں اسے صلیب پر لٹکایا گیا اور چوروں کے ساتھ پکڑا گیا یہاں

لہ یہ جواب ایک پہلو کو مدنظر رکھ دیا ہے چار جواب پہلے دیئے جاچکے۔

کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا۔ بلکہ حضرت صاحب نے پیشگوئی کردی تھی کہ ہمکو ہتھکڑی نہیں پڑیگی وہاں ایک مصیبت پر حواری بھاگ گئے یہاں اس مذہب کی صداقت پر دو حواری شہید کر دیئے گئے مگر انہوں نے صداقت سے منہ نہ موڑا۔ وہاں خلفاء پر جو کتابیں اتریں۔ وہ موسیٰ کی کتاب کے ساتھ توریت میں شامل ہوئیں یہاں قرآن شریف میں بعد میں ایک شوشہ نہیں بڑہایا گیا وہاں توریت اور انجیل انسانی دستبرد سے محفوظ نہیں رہیں یہاں کتاب کریم ہر طرح محفوظ ہی اور پھر امر خلافت میں وہاں جتنے انبیاء یعنی خلفاء ہوئے وہ براہ راست منتخب کئے گئے اس امت میں جو مبعوث کئے گئے وہ بوجہ کامل اتباع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ غرض بہت سے بڑے بڑے اور اصولی اختلاف مماثلت میں دونوں سلسلوں کے نکل آئینگے۔ سو اس طرح تطبیق دینا کہ طابق النعل بالنعل کی طرح جو اور جس طرح کوئی امر وہاں ہو۔ اسی طرح یہاں بھی ہو یہ غلط ہی بلکہ وہاں تو مسیح موسوی صرف حضرت موسیٰ کے سلسلہ کے آخری نبی تھے

مثیل موسیٰ نہ تھے یہاں مسیح محمدی نہ صرف مثیل مسیح موسوی ہیں بلکہ مثیل محمد بھی ہیں موسوی سلسلہ تو ناقص تھا۔ اور مثیل مسیح ہونے میں جو کمی اور نقص تھا۔ وہ مثیل محمد اور بروز محمد ہونے نے پورا کر دیا اور جس طرح مسیح موسوی کی جماعت آخر گمراہ ہو گئی تھی۔ اس طرح ہرگز ہرگز مسیح محمدی کی جماعت قیامت تک گمراہ نہ ہو گی۔ کیونکہ محمدی ہونے کے باعث ہمیشہ یہ جماعت خدا کے فضل سے راہ راست پر رہیگی۔ حضرت صاحب نے بارہا فرمایا ہی کہ اگر ہم صرف مثیل مسیح ہوتے تو ہماری جماعت کے لئے بھی بگڑ کر دجال بنجانے کا خطرہ تھا۔ مگر چونکہ ساتھ ہی ہم بروز محمد بھی ہیں۔ اسلئے خدا تعالےٰ اس گمراہی میں ہمکو نہ ڈالیگا جس میں پہلے مسیح کی امت پڑ گئی ہے۔

مسیح ناصری کے سچے متبعین میں خلافت موجود ہے

ایک امر یہ بھی پیش کیا گیا ہی۔ کہ مسیح سے تو یہ وعدہ ہے کہ جاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الی یوم القیمة اسلئے یہاں صرف جماعت کا غلبہ مراد ہے۔ خلافت ذکر نہیں۔

حالانکہ یہ معنی غلط ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ہمیشہ درس میں فرماتے تھے کہ سچے اور اصلی متبعین مسیح کے مسلمان ہیں اور جھوٹے متبعین نصاریٰ ہیں اسلئے مسلمانوں کو خدا نے بیت المقدس اور ملک شام پر جو اصلی کافرین مسیح یعنی یہودیوں کی جگہ تھی مسلط کردیا اور جھوٹے متبعین یعنی نصاریٰ کو غیر قوموں پر جو نقلی کافر مسیح ہیں مسلط کردیا۔ اب جب یہ ثابت ہوا کہ اصلی متبع مسیح کے مسلمان یعنی رسول کریم اور انکی امت ہے۔ پھر اس آیت سے خلافت کا انکار مسیح کے متبعین میں کیونکر نکل سکتا ہے۔ کیونکہ سلسلہ محمدی میں تو خلافت بے شبہ موجود ہے اور یہی سلسلہ مسیح کا سچا اور اصلی متبع ہے۔ پس معلوم ہوا کہ مسیح کے سچے اتباع میں تو خلافت موجود ہے۔ اور اس خلافت کے اوائل زمانہ میں وہ مسیح کے اصلی مکفرین کے ملک پر قابض ہوئے۔ پھر یہ کہنا کہ مسیح کے تابعین میں بقول اس آیت کے خلافت نہیں صریح غلطی نہیں تو کیا ہے ہ ہماری مراد یہ ہے کہ خدا نے وعدہ کیا تھا کہ اے مسیح تیرے متبع تیرے منکرین پر قیامت تک غالب رہینگے اب یہودیوں کے ملک اور مرکز یعنی شام اور بیت المقدس پر تو مسلمان خلفاء نے فتح پائی اور قبضہ کرلیا۔ اور اب تک یہ ملک انکے پسماندگاں کے قبضہ میں چلا آتا ہے اسلئے معلوم ہوا کہ خلفاء ہی سچے اور اصلی متبع مسیح کے تھے۔ اور ان سچے متبعین کی جماعت میں خلافت ثابت ہے اسلئے صاف ظاہر ہے کہ مسیح کے متبعین میں خلفاء کا سلسلہ موجود ہے۔ یہ آیت تو مسیح کے سلام میں خلفاء کے ہونیکی تائید کرتی ہے نہ کہ تردید

الوصیت کی عبارت پر مکرر غور

اب ہم پھر الوصیۃ کے مضمون کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں "سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالےٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے" اب دیکھو کہ قدیم سنت خدا تعالےٰ نے انبیاء کی موت کے بعد کیا بتلائی۔ خود کما استخلف الذین من قبلھم سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سنت خلافت کی صرف موسوی سلسلہ میں نہیں۔ بلکہ رسول کریم سے پہلے جتنے سلسلے انبیاء کے گزرے ہیں۔ خواہ ابراہیم کا ہو یا

یا نوح کا یا کسی اور پیغمبر کا سب میں یہی طریقہ خدا تعالےٰ نے رکھا ہوا تھا الذین من قبلہم میں مخصوص موسوی سلسلہ داخل نہیں بلکہ زمانہ نبی کریمؐ سے پہلے جتنے انبیاء گزرے تھے۔ سب میں خدا نے خلافت کا سلسلہ جاری رکھا تھا اور یہی اس قادر مطلق کی سنت تھی۔ جس کی طرف حضرت صاحب نے اشارہ کیا ہے یعنی قدیم سنت۔ قدیم سے مطلب دائمی جو پہلے ہمیشہ ہوتی رہی اور من قبلہم سے مراد بھی وہی جو پہلے ہمیشہ رائج ہو اور وہ خلافت ہی ہے۔

جماعت کے غلبہ کی پیشگوئی میں قدرت ثانیہ کا ثبوت موجود ہے

پھر فرماتے ہیں۔ وہ "دوسری قدرت نہیں آسکتی۔ جب تک میں نہ جاؤں لیکن جب میں جاؤنگا۔ تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیجدیگا۔" یہاں قابلِ غور یہ امر ہے اگر جماعت کا غلبہ ہی قدرت ثانیہ ہے تو وہ تو خدا کے فضل سے حضرت صاحب کے زمانہ میں بھی با دلائل و براہین اس جماعت کو حاصل تھا پھر یہ کہنا کہ جبتک میں نہ جاؤں وہ قدرت نہیں آسکتی بے معنی ہے کیونکہ اگر صرف غلبہ جماعت مراد ہے تو وہ تو مدتوں سے چلا آتا ہے جب سے کہ سب مذاہب سے مقابلہ کر کے حضرت صاحب انکو شکست دے چکے تھے۔ اور جماعت کے ہاتھ میں ایسا ہتھیار دیدیا تھا۔ کہ جس سے ہر طرف فتح ہی فتح مخالفوں پر تھی۔ اگر یہ کہو کہ وہ غلبہ جماعت کا نہ تھا۔ بلکہ کتب اللّٰہ لاغلبن انا و رسلی کے ماتحت خود مسیح موعود کا غلبہ تھا۔ اور وہ غلبہ تو انکی وفات کے بعد جیسا کہ الوصیت میں مذکور ہے نہایت شکستگی اور جماعت کی کمزوری میں مبدل ہو گیا تھا۔ تو پھر یہ امر اور بھی صاف ہو گیا کہ جماعت تو بذات خود کوئی چیز نہیں۔ دوسرا غلبہ بھی اسکو خلیفہ کے ذریعہ حاصل ہوا۔ اور قیامت تک ایسا غلبہ انہی وجودوں کے ذریعہ سے جماعت کو حاصل ہوتا رہیگا اور یہی وجود دوسری قدرت کے مظہر ہونگے۔ ورنہ اگر جماعت ہی خود بخود غلبہ پانے کے لائق ہوتی۔ اور ان دوسرے وجودوں کی محتاج نہ ہوتی۔ تو پھر یہ کیونکر ممکن تھا کہ حضرت اقدس کے وفات پاتے ہی وہ جماعت ایسی گرجاتی۔ کہ اگر سنبھالنے والا اسکو نہ ملے تو وہ تردد میں پڑجائیں اور ارتداد اختیار کر لیں۔ پس یہی وجود ہی قدرت ثانیہ ہیں۔ جن کے جھنڈے

تلے پھر جماعت بطور ایک لشکر اور فوج کے منضبط ہو کر کام کرنے اور غلبہ پانیکے لائق ہو سکتی ہی ورنہ فرداً فرداً بغیر سپہ سالار کے کیا کوئی سپاہی ملک فتح کر سکتا ہی یا غنیم پر غالب آسکتا ہی۔ بلکہ حضور کا ترجمہ الہام تو اس بات کو اور صاف کر دیتا ہی جیسا کہ فرماتے ہیں کہ "میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں۔ قیامت تک دوسروں پر غلبہ دونگا" یعنی یہ غلبہ بحیثیت جماعت کے ہوگا اور جماعت بغیر امام کے نہیں ہو سکتی پس وہی لوگ مسیح موعود کے متبعین میں سے غالب رہینگے جو صاحب جماعت ہونگے نہ کہ متفرق اور جماعت کا وجود بغیر ایک امیر کے ناممکن ہی اور چونکہ "جماعت" کے لئے غلبہ ضروری ہی اور وہ غلبہ قدرت ثانیہ کے مظہروں کے وجود سے ہوگا اسلئے وہی اسکے امیر ہونگے یا بلفظ دیگر یوں کہو کہ خلیفہ۔

دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ جماعت کا غلبہ بیشک قیامت تک رہیگا۔ مگر اسکے لئے دعا کی ضرورت ہے تاکہ قدرت ثانیہ نازل ہو کر پھر غلبہ نصیب ہو۔ اور چونکہ قدرت ثانیہ کے مظہر کچھ وجود ہونگے۔ اسلئے یہ غلبہ ان مظہروں کے ماتھ پر ہوگا۔ اور یہ غلبہ بحیثیت "جماعت" کے ہوگا۔ اور چونکہ جماعت بغیر ایک امیر یا سردار یا خلیفہ کے جماعت نہیں اسلئے وہی وجود اس جماعت کے لئے بحیثیت امیر اور خلیفہ کے بھی ہونگے۔

آیت استخلاف الہام نہیں ہوئی تو اور ایسے الہامات ہیں جن سے مسیح موعود کے بعد سلسلہ خلفاء ثابت ہوتا ہی

اب ہم اس معاملہ میں حضرت اقدس کے الہامات کی طرف آتے ہیں۔ یہ بات کہ آیت استخلاف آپکو الہام نہیں ہوئی سخت فضول بات ہی حضرت صاحب کے بروز محمدی اور اس زمانہ میں ہماری جماعت کے حقیقی محمدی ہونے کی وجہ سے وہ تمام وعدے فضل کے جو خداتعالےٰ نے مسلمانوں کے لئے فرمائے ہیں۔ ہمپر انشاءاللہ پورے ہونگے۔ کیا قرآن شریف نعوذ باللہ معطل ہو گیا۔ اور صرف وہی فیوض اب ہم پاسکتے ہیں جو الہاماً حضرت صاحب پر نازل ہوئے ہرگز نہیں یہ بات بالکل غلط ہی۔ قرآن شریف کے وعدے اور فیوض اور برکات بموجب الہام الخیر کلہ فی القرآن اس جماعت

میں اسی طرح ظاہر ہونگے جس طرح اولین میں ہوئے۔ اور چونکہ آپ احمدؐ محمدؐ اور مصطفےٰ کے نام سے مخاطب ہوئے ہیں اسلئے آپ کے ہاں بھی آئندہ خلافت مثل خلافت محمدؐ رسول اللہ کے قائم ہوگی۔ اگر آپ مسیح تھے تو آپ الہاماً ابراہیم بھی تھے جن کے بعد سلسلہ خلافت ثابت ہے آپ موسیٰ بھی تھے (انت فیہم بمنزلۃ موسیٰ اور یاتی علیک زمن مثل زمن موسیٰ) جنکے بعد خلافت کے امر میں کسی کو شک کی گنجائش نہیں۔ پھر آپکو داؤدؑ کہکر پکارا گیا۔ جنکے بعد خود انکے بیٹے ہی خلیفہ ہوئے۔ اور سب سے بڑھکر آپ کو جری اللہ فی حلل الانبیا کہا گیا۔ یعنی تمام پہلے نبیوں کے کپڑے پہننے والا پس دیکھ لو کہ آدمؑ سے لیکر محمد رسول اللہ تک کی کیا بلکہ سب کی خلافت خود آیت استخلاف سے ہی ثابت ہے اور چونکہ حضرت صاحب سب کے مظہر ہیں۔ اسلئے اب کوئی گنجائش شک وشبہ کی نہ رہی کہ آپکے بعد خلافت مثل انبیاء سابق کے ہوگی۔

جماعت بغیر خلیفہ کے جماعت نہیں کہلا سکتی

یاد رکھو کہ ہمیشہ اسلام نے خدا کے مقربین اور رسول خدا کے تابعین کے ہاتھ پر فتح پائی ہے اور ہمیشہ خدائی غلبہ اس کے مظہروں کے دست مبارک پر ہوا۔ اور جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا میں بھی سچا اور حقیقی غلبہ وہی ہے جو امت محمدیہ کے خلفاء کے ہاتھ سے یہود قوم پر ہوا۔ پس آج کسطرح سنت اللہ بدلجائے اور وہ گروہ کس طرح غالب ہو جائیگا جس کے فرد الگ الگ بے سر و پا بلا نظم و نسق غیر متفق اور غیر متحد دنیا میں بلا کسی امیر کی ماتحتی کے پھر رہے ہوں فضل ہمیشہ جماعت پر ہوتے ہیں جب جماعت ہی نہ رہی تو فضل کیسے اسلئے اسلام کے عبادات تک میں دیکھ لو۔ اجتماع کیسا ضروری قرار دیا گیا ہے بغیر اتفاق اور اتحاد کے تم فضل خداوندی کو جذب نہیں کر سکتے۔ خود نبی کے زمانہ میں بڑے بڑے فضل اور فتوحات اسوقت نازل ہوتی ہیں جب جماعت بڑھتی اور ترقی پاتی ہے۔ کیا وہ جماعت جماعت رہ سکتی ہے جس کا ہر فرد خود مختار ہو۔ اور جس کا ہر شخص اپنے لئے مجتہد ہو جدھر چاہے دین کی ناک

پکڑ کر لیجائے اور جو چاہے اپنی مرضی کے مطابق گھڑلے۔ اگر ایسا ہوتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا ملیاد رکھو کہ لاکھوں میں سے ایک ہوتا ہے جو مضبوط جگہ قدم مار سکتا ہے اور درست راستے پر چل سکتا اور لوگوں کو چلا سکتا ہے اگر صرف کتابیں ہی کافی ہوتیں تو قرآن شریف اور دین اسلام کی تجدید اور تمکین کے لئے خلفاء اور مجددین کی ضرورت ہی کیا تھی؟

مسیح موعود بھی خلیفہ تھے پھر بھی آپکے بعد سلسلہ خلفاء ہے

اور یہ اعتراض کہ حضرت صاحب خلیفہ تھے اگر انہوں نے اپنا کام پورا نہ کیا۔ پھر انہوں نے کام ہی کیا کیا ایک عجیب منطق ہے کیا داؤد خلیفہ نہ تھے؟ پھر سلیمان کی کیا حاجت تھی؟ کیا ابو بکر خلیفہ نہ تھے۔ پھر عمر کے لئے کیوں کام باقی چھوڑ گئے۔ کیا حضرت اقدس خاتم الخلفاء نہ تھے؟ جو اپنے پیچھے پھر ایک مصلح موعود کے لئے پیشگوئی چھوڑ گئے۔ اگر کوئی کام بھی خلفاء کا اور نہ ہو تو بھی انبیاء کی جماعت کو جماعت کی حیثیت میں متحد رکھنا ہی ایسا مقدس مشن ہے کہ جنکے لئے انکا وجود لابدی معلوم ہوتا ہے۔ اور ہر خلیفہ کے لئے الگ الگ کام نکلتے ہی آتے ہیں یہ نہیں کہ بس کام ختم ہو گئے آئندہ کوئی ضرورت نہیں۔ حضرت صاحب کے فوت ہوتے ہی ضرورت پڑی ایک امیر کی کہ جماعت پراگندہ ہو چلی تھی۔ پھر خلیفہ اول کے بعد ہی ضرورت پڑی دوسرے خلیفہ کی جس نے بفضل خدا ۹۵ فیصدی سے زیادہ کو جمع کر لیا اور متحد کر دیا ورنہ مخالفین نے تو پراگندہ کرنے اور ایک کی جگہ فرد فرد کو خلیفہ بنانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی اور ضرور تھا کہ حضرت صاحب کے عقائد اور تعلیم متعلقہ نبوت مسیح موعود اور کفر و اسلام وغیرہ مسائل کی اب تمکین ہو تاکہ روز کے جھگڑوں اور اختلافات سے نجات ملے۔ بولو! کیا تم میں ان مسائل پر اصولی جھگڑے ہیں یا نہیں؟ اب انکا کون فیصلہ کرے ضرور ہے کہ ایسے موقعہ پر اور اس جھگڑے پر تم کو متحد کرکے اور جماعت کثیر کو ایک عقیدہ پر قائم کرنیکے لئے کوئی ہو جو حق اور باطل میں فرق کرکے دکھا دے ورنہ وہی حضرت صاحب کی تعلیم ہے جس میں سے تم بھی اپنا مطلب کھینچتے ہو پس میرے نزدیک تو یہی مسائل یعنی نبوت

مسیح موعود اور مسئلہ کفر و اسلام وغیرہ ہی ایسے اہم مسائل ہیں جنکی تمکین ہونی جماعت احمدیہ کے لئے درپیش ہی اور ضرور ہے کہ حق خیالات پر جمع کرنے کے لئے اور ان جھگڑوں کا فیصلہ کرنے کے لئے ایک وجود جماعت کے لئے بطور سردار اور امیر مطاع کے ہو جس کے باعث جماعت آئندہ کے لئے ایک عقیدہ حقہ پر قائم ہو جاوے۔

خلافت دنیاوی غلبہ کے لئے نہیں ہوتی

پھر حضرت صاحب کا الہام ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ بھی ظاہر کرتا ہی کہ آپ اس زمانہ میں محمد رسول اللہ صلعم کے بروز ہو کر دنیا میں نازل ہوئے ہیں اور یہ سلسلہ آخرین منہم کا پھر اولین کی مثل قائم ہو گا۔ اور یہ کہنا کہ وہاں تو خلافت کی اسلئے ضرورت پڑی تھی کہ دنیاوی حکومت بھی ساتھ تھی صریح غلطی ہی۔ کیونکہ آیت استخلاف میں کہیں دنیاوی غلبہ کا ذکر نہیں بلکہ تمکین دین کا ذکر ہے اور پھر اس خلافت میں تمام مجددین اور خود حضرت صاحب شریک ہیں تو بتاؤ کہ اسجگہ کونسی دنیاوی حکومت ہی۔ جس کے انتظام کے لئے یہ لوگ آتے رہے بلکہ خاتم الخلفاء اور سب سے بڑا خلیفہ تو ایسے وقت آیا۔ کہ اسکو نہ صرف اپنے زمانہ بلکہ آئندہ کے لئے بھی یہ کہنا پڑا کہ ؎

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال ٭ دین کے لئے حرام ہی اب جنگ اور قتال

الہام میں ہمارا نام محمدی سلسلہ خلفاء کا ثبوت ہی

اب ایک اور الہام سنئے۔ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد۔ یہاں اس سلسلہ کو محمدیاں کے نام سے مخاطب کیا گیا پھر کیا وجہ ہی کہ ہم کو وہ خصوصیات اور انعامات نہ ملیں جو محمدیاں کے لئے خدا کا وعدہ ہیں۔

متفرق اعتراضوں کے جواب۔

معترض صاحب نے یہ بھی ظاہر کرنیکی کوشش کی ہے کہ بیشک کچھ وجود قدرت ثانیہ کا مظہر ہونگے۔ مگر اصل قدرت ثانیہ غلبہ جماعت ہی ہے گویا ان وجودوں کو ایک بہت ہی خفیف حصہ قدرت ثانیہ کے مظہر ہونے

کا دیا ہی۔ زیادہ مظہر اسکی جماعت ہی ہے حالانکہ حضرت اقدس نے صاف دو قدرتیں فرمائیں۔ ایک مجسم قدرت اپنے وجود کو فرمایا۔ اور دوسری کا مظہر ان پاک وجودوں کو ٹھہرایا۔ یہ نہیں کہا وہ قدرت ثانیہ کے جزوی مظہر ہونگے۔ بلکہ صریح فرمایا کہ "میرے بعد بعض اور وجود ہونگے۔ جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو" اور یہ کہنا کہ الہام جاعل الذین اتبعوک کا صرف جماعت کے غلبہ کو ظاہر کرتا ہے اور جیسا کہ استخلاف امت موسوی میں اور امت محمدیہ میں ثابت ہے ویسا یہاں نہیں بلکہ "جماعت کا عام غلبہ" مخالفین پر ہوگا۔ اسلئے بھی غلط ہے کہ جماعت کے غلبہ کا وعدہ تو ہر رسول اور نبی کی امت کو ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں ہے الا ان حزب اللہ ھم الغالبون پس جب جب دنیا میں حزب اللہ یعنی انبیاء کی جماعت ہوتی رہی ہے تب ہی انکو غلبہ ہوتا رہا ہے۔ پھر صرف اس قسم کے غلبہ کو اس الہام سے خاص کر دینا اور اس غلبہ کو تمام انبیاء کی جماعت میں نہ ماننا ایک بدیہی قرآنی آیت کا بطلان ہے۔

ایک اعتراض آپکا یہ ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود نے اپنا کام پورا نہیں کیا تو پھر خلیفہ کس بات کے ہوئے سو جواب اسکا یہ ہے کہ اگر کام پورا ہو گیا تھا تو پھر آپ نے جو پیشگوئی اپنی اولاد میں ایک عظیم الشان مصلح موعود کی فرمائی ہے وہ کیوں کی گئی یا تو یہ ماننا پڑیگا کہ مصلح موعود کی کوئی ضرورت نہیں سب کام حضرت اقدس خود پورا کر گئے اور اگر مصلح موعود کا وجود جائز ہے تو پھر یہ بھی ماننا پڑیگا کہ حضرت صاحب نے جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں اپنے کام کی تکمیل نہیں کی بلکہ یہ اپنے بعد قدرت ثانیہ کے لئے رکھی ہے اور چونکہ مصلح موعود کا بھی یہی کام ہوگا اسلئے وہ بھی ان مظاہر میں ایک مظہر قدرت ثانیہ کا ہوگا اور یہی درست ہے

حضرت اقدس اپنے بعد سلسلہ خلفا ضروری سمجھتے تھے

اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ خود حضرت اقدس سلسلہ خلفاء کا اپنے بعد ضروری خیال فرماتے ہیں۔ اول تو آپ نے تحریر فرمایا کہ "ثم یسافر المسیح الموعود او خلیفۃ من خلفائہ" یہاں خلیفہ

اور خلفاء دونوں الفاظ صریح آپ کے سامنے رکھے ہیں۔ جہاں آپ تاویل سے کام نہیں چلا سکتے کہ مراد خلیفہ سے مرید ہے۔ کیونکہ کیا حضرت صاحب کو اور الفاظ معلوم نہیں تھے جن سے اپنا اظہار مطلب فرما سکتے کیا مرید۔ متبع۔ دوست۔ شاگرد۔ مبلغ وغیرہ الفاظ ایسے مطلب کو ظاہر نہیں کر سکتے تھے اور کیا خلیفہ کے لفظ کے متعارف اصطلاحی اور مذہبی معنی حضرت صاحب کو معلوم نہیں تھے۔ پس یہ اعتراض ایک بیباکی ہے۔ اور اپنے مطلب کے لئے الفاظ کو توڑنے مروڑنے کے مترادف کہ ہم ایک صریح لفظ کے معنی اسطرح کے لیں جو کسی صورت میں وہ لفظ برداشت نہیں کر سکتا۔

۲۔ پھر آپ نے حقیقۃ الوحی میں ایک جگہ فرمایا ہے۔ "خدا اسکی (یعنی مسیح موعود کی) نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کریگا جو اسکا جانشین ہوگا"۔ اب خلیفہ کے معنی جانشین سب قرآن کے ترجموں میں دیکھ لوگے اور جانشین کے لئے عربی لفظ خلیفہ سب لغات کی کتابوں میں پاؤ گے یہ دونوں ایک ہی لفظ ہیں صرف فارسی اور عربی زبان کا فرق ہے۔ پس یہ کہنا کہ حضرت صاحب نے کہیں اشارہ اپنے خلفاء یا جانشینوں کا نہیں کیا غلط ہے۔ اور چونکہ حضور موعود خود قدرت اول تھے اسلئے قدرت اول کی جانشین قدرت ثانیہ ہی ہو سکتی ہے اور چونکہ آپ کے خلفاء آپ کے جانشین ہیں اسلئے وہی قدرت ثانیہ ہوئے۔ نہ کہ کوئی اور۔

صاحب الہام سے خلافت ہونے کا ثبوت۔

اب کچھ اور سن لیجئے۔ حضرت صاحب کو یہ تین الہام ہوئے اور اسی ترتیب سے (۱) یاآدم اسکن انت وزوجك الجنّة (۲) یامریم اسکن انت وزوجك الجنّة (۳) یا احمد اسکن انت وزوجك الجنّة۔ اس میں اول یہ ظاہر کیا گیا کہ تو آدم ہے یعنی ہم نے تجھے خود خلیفہ بنا کر زمین پر بھیجا ہے دوسرے میں اس سے ترقی ہے یعنی تو مریم ہے اور جیسا کہ حضرت اقدس نے تحریر فرمایا ہے کہ مریم میں نفخ روح ہو کر مسیح پیدا ہوا۔ اسی طرح درجہ مریمیت سے مجھے مسیح بنایا گیا اور گویا آدم کے درجہ خلافت سے مسیح کا درجہ یعنی خاتم الخلافت کا عہدہ

آپکو عطا کیا گیا۔ پھر آخری ترقی یعنی تیسرا درجہ احمدؑ ہونیکا عطا ہوا یعنی آپکو رسول کریم کا بروز بنایا گیا یعنی خاتم الخلفاء سے بڑھکر خود صاحب الخلفاء ہوتے کا مرتبہ مثل نبی کریم کے ملا۔ اور وہ جو پہلے خود خلیفہ تھا پھر خاتم الخلفاء بنا اور اس سے ترقی کر کے صاحب الخلفاء یعنی منم محمد و احمد کہ مجتبےٰ باشد کے ماتحت اس نبی کریم صلعم کا بروز اتم و اکمل بنگیا۔

غرض یہ کہ آپکا بڑا زور الہامات پر ہے مگر وہاں سے ہم کو کہیں پتہ نہیں چلا کہ خلافت کا انکار ثابت ہو بلکہ یہی معلوم ہوتا ہے جو تمام انبیاء سابقہ کے ساتھ خدا کی سنت رہی ہو وہی یہاں بھی رہیگی۔

پھر ایک اور غور کے لائق الہام ہے کہ آپکو آدم کہکر پھر ایک اور الہام کیا گیا وہ یہ ہے ولقد کرمنا بنی آدم وفضلنا بعضہم علی بعضٍ یعنے ہمنے اس آدم کی اولاد کو بزرگی دی اور بعض کو بعض پر فضیلت دی کیا کوئی ہے جو غور کرے۔

اور اسی طرح براہین کی یہ عبارت بھی پڑھنے کے لائق ہے دیکھو صـ۵۰۳ حاشیہ در حاشیہ ۳ اور اسی طرح بہت الہامات ہیں جو موجودہ خلافت کی تائید میں ہیں مگر ذرا تعصب اور بدظنی کا پردہ اٹھانا چاہیئے وہ عبارت یہ ہے۔

"اور ایسا ہی الہام متذکرہ بالا یعنی صل علی محمد وال محمد سید ولد آدم وخاتم النبیین) میں جو آل رسول پر درود بھیجنے کا حکم ہے۔ سو اس میں بھی یہی سِر ہے کہ افاضہ نور الٰہی میں محبت اہل بیت کو بھی نہایت عظیم دخل ہے اور جو شخص حضرت احدیت کے مقربین میں داخل ہوتا ہے۔ وہ انہیں طیبین طاہرین کی وراثت پاتا ہے اور تمام علوم ومعارف میں انکا وارث ٹھہرتا ہے۔" فتدبروا

امرِ خلافت

نمبر ۲

آیت استخلاف سورہ نور میں خدا نے فرمایا وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ اللہ تعالےٰ ان لوگوں سے جو ایمان لائے تم میں سے اور عمل کئے صالح وعدہ فرماتا ہے کہ انکو زمین میں خلیفہ بنائیگا جیسے ان سے پہلوں کو بنایا۔

یہ ایک پیشگوئی تھی۔ پیشگوئی کے اصل معنی اسوقت کھلتے ہیں جب وہ پوری ہو پس ہم دیکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہؓ نے ایک شخص کو اپنا خلیفہ انتخاب کیا۔ اور اُسے اپنا دینی و دنیوی حاکم سمجھا۔

(۱) پس ہم جو قرآن مجید کو واجب العمل سمجھتے ہیں (۲) جو نبی کریم کی اتباع میں اپنی نجات سمجھتے ہیں بحکم آیت قل ان کنتم تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (اگر تم اللہ کے محبوب بننا چاہتے ہو تو میرا اتباع کرو۔ اللہ تمہیں محبوب بنالیگا) اور (۳) جو صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں بحکم آیت اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ (مہاجرین و انصار پہلے سبقت کرنے والے اور جو لوگ نہایت خوبی کے ساتھ انکے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔ راضی ہوا اللہ ان سے اور وہ راضی ہوئے اللہ سے) اور (۴) جو نبی کریم کی بعثت ثانی میں وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ کے مصداق ہیں (جیسا کہ حضرت اقدسؑ نے لکھا ہے خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۱ "وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا۔ درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا" (۲) غلطی کا ازالہ صفحہ ۱ "اگر بروز صحیح نہ ہوتا۔ تو آخرین منھم میں اس موعود کے رفیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کیوں ٹھہرتے")

ایک مبارک اصل ہمارا طرزِ عمل بھی نبی کی وفات کے بعد امرِ خلافت میں انکے طرزِ عمل کے مطابق ہونا چاہیئے کیونکہ ہمارا امام مسیح موعود شریعت محمدیہ کی ترویج اور اسپر عمل کرانیکے لئے آیا تھا نہ کہ شریعت اسلامیہ کی تنسیخ کے لئے پس ہمیں یقین رکھنا چاہیئے کہ آپ نے اپنے بعد کے متعلق کوئی ایسا انتظام نہیں فرمایا۔ جو اگلے تمام انبیاء بالخصوص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے برخلاف ہو۔ اور آپ کی کسی تحریر کے ایسے معنی نہیں لینے چاہئیں جو آپکو بدعا من الرسل بنائیں۔

الوصیّۃ میں خلافت اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم الوصیّۃ کو پڑھتے ہیں۔ اس میں صفحہ پر آپ نے بتایا ہے۔

"نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں"۔

اور جماعت کی یہ حالت ہو جاتی ہے۔

"کہ خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور انکی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں"۔

جو لوگ جماعت کا غلبہ ہی قدرت ثانی سمجھتے ہیں وہ غور فرمائیں کہ سنت اللہ تو یہی کہ نبی کی وفات کے بعد جماعت کے افراد متردد اور کمر شکستہ ہو جاتے ہیں اور بعض مرتد پس وہ کیا غالب ہونگے جبتک ایک خاص وجود ان میں سنبھالنے والا نہ ہو) تو اسوقت

"خدا تعالے دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے"۔

کسطرح سنبھالتا ہے خود ہی بتاتے ہیں۔

"خدا تعالےٰ نے حضرت ابوبکر کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا"۔

پس جیسا کہ حضرت اقدس نے آگے لکھا ہے۔

"قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے × × × سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالےٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے"

ضرور تھا کہ اسی قدیم سنت کے مطابق عین اسوقت کہ جماعت گرنے لگے اسکے بعض افراد تردد میں پڑیں بعض بدقسمت مرتد ہونے لگیں کوئی سنبھالنے والا اٹھے۔ پس جو سنبھالنے والا ہوگا۔ وہ خلیفہ ہوگا۔ جسے قدرت ثانی بھی کہتے ہیں۔

طریق انتخاب اس خلیفہ کا ذکر اور اسکے انتخاب کا طریق حضرت مسیح موعودؑ نے آگے چلکر ان الفاظ میں فرمایا ہے

"اور میرے بعد بعض اور وجود (معلوم ہوا کہ اسباب نہیں بلکہ انسان ہیں) ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔"

ان وجود کے ظہور اور انکے برکات سے متمتع ہونے کے لئے دعا کی تاکید فرمائی اور ارشاد کیا

"اور چاہیئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں" (صفحہ)

حاشیہ پر فرماتے ہیں۔

"ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہوگا۔ پس جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کرینگے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا اور چاہیئے کہ وہ اپنے تئیں دوسروں کیلئے نمونہ بناوے۔"

امور اختلافیہ اس عبارت کے معنوں میں جو اختلاف ہے اسے قرآن مجید احادیث اور مسیح موعود کی دوسری تحریروں سے حل کرنا چاہیئے۔ وہ امور اختلافیہ یہ ہیں۔

۱۔ مسیح موعود آخری خلیفہ ہے آپکے بعد سلسلہ خلافت نہیں

۲۔ ایک وقت میں متعدد خلفاء ہوں۔

۳- خلیفہ کا کام صرف غیر احمدیوں سے بیعت لینا

۴- تمام جماعت پر حاکم صرف ایک انجمن ہے کیونکہ وہ خدا کے مقرر کردہ خلیفے کی جانشین ہے

۵- غیر مامور کی اطاعت کہیں نہیں آئی۔

۶- اگر کوئی خلیفہ بھی ہو تو اسکی بیعت نفل ہے۔

۷- خلیفہ یا بادشاہ ہو یا مامور۔

ایک وقت میں ایک خلیفہ

سب سے اول قرآن مجید کی آیت لیجئے اس میں بھی جمع کا صیغہ ہے یعنی لیستخلفنہم خدا مومنوں اور عمل صالح والوں کو خلیفے بنائیگا۔

اب دیکھئے باوجود ھُم اور الذین امنوا وعملوا الصّٰلحٰت جمع کے صیغوں کے نبی کریم کے بعد ایک ہی خلیفہ مقرر ہوا۔ اور پھر اسکے بعد بھی ایک پھر اسکے بعد ایک۔ اور کسی نے کہا کہ جب جمع کا صیغہ آیا ہے تو کیوں ایک وقت میں بہت سے خلیفے نہ ہوں کیا اس ایک کے سوا دوسرے لوگوں میں ایمان نہیں یا عمل صالح نہیں۔ پس اسی طرح موجودہ صورت میں بھی اس عبارت کے یہ معنی ہونگے کہ میرے بعد یکے بعد دیگرے خلیفے اور بیعت لینے والے ہوں۔ نہ یہ کہ ایک وقت میں بہت سے۔

دوم۔ اگر ایک وقت میں بہت سے خلفاء جائز ہوتے تو بجائے جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کرینگے" کے جس جس شخص کی نسبت ہوتا۔ جیسا کہ زباندان پر مخفی نہیں رہ سکتا۔

سوم۔ پیغام صلح مصنفہ حضرت اقدس کی عبارت جو آگے آتی ہے

چہارم۔ یہ ارشاد کہ سب میرے بعد ملکر کام کرو۔ اور ملکر کام سوا اسکے ہو ہی نہیں سکتا۔ کہ تمام جماعت کا ایک زندہ مطاع ہو۔ اور جماعت بغیر ایک امام کے جماعت ہی نہیں کہلا سکتی

یہ خلیفہ کیونکر منتخب ہو

فرماتے ہیں مومنوں کے اتفاق رائے سے۔ یہ کیونکر؟ ارشاد ہوتا ہے "جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کرینگے"۔ یہ چالیس مومن

کہاں کے ہوں؟ اسکے لئے میں حضرت علی کا ایک مکتوب نقل کردیتا ہوں جو آپ نے امیر معاویہ کو لکھا۔

امیر معاویہ نے حضرت علیہ امیر السلام کو لکھا تھا کہ تمکو خلیفہ کس نے بنایا۔ حضرت جواب میں فرماتے ہیں۔

انہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابا بکر و عمر و عثمان و علی ما بایعوهم علیه فلم یکن للشاهد ان یختار۔ ولا للغائب ان یرد۔ وانما الشوری للمهاجرین والانصار۔ فان اجتمعوا علی رجل وسموہ اماما۔ کان ذلک رضی۔ فان خرج من امرهم خارج بطعن او بدعة ردوہ الی ما خرج منه۔ فان ابی قاتلوہ علی اتباعه غیر سبیل المومنین (نہج البلاغة ج-۲-ص-۷-مصر)

ترجمہ جس قوم نے ابوبکر و عمر و عثمان کی بیعت کی تھی۔ اور جن شرائط پر بیعت کی تھی۔ اسی نے انہی شرائط پر میری بھی بیعت کی جو مجلس انتخاب میں موجود ہو اسکو حق نہیں کہ اپنی رائے پر اڑا رہے۔ اور جو غیر حاضر ہو اسکو حق نہیں کہ اپنی غیر حاضری کی بنا پر انتخاب عام کو رد کر دے۔ حق مشورہ مہاجرین و انصار ہے۔ اگر وہ کسی ایک شخص پر متفق الرائے ہو جائیں اور اسکو امام مقرر کردیں تو یہ انکی رضائے عام پر دال ہے پس اگر کوئی انکی متفق علیہ رائے سے کسی طعن یا بدعت کے سبب سے علیحدہ ہو تو اسپر واجب ہے ہوگا کہ جس سے وہ علیحدہ ہوا اُسکے قبول پر مجبور کیا جائے اگر وہ اب بھی نہ مانے تو اجماع رائے مسلمین کی مخالفت کی بنا پر اس سے جنگ کریں"

اس مکتوب سے ظاہر ہے کہ شوریٰ مہاجرین و انصار (جو مرکز میں موجود ہیں) کا حق ہے۔ اور انکی متفق علیہ رائے کے خلاف کسی شخص کے لئے جائز نہیں۔

اس خلیفہ کے کام اور اسکے اختیارات | الوصیۃ صفحہ ۷ پر فرماتے ہیں:-

"خدا تعالےٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالےٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔"

یعنی اس نفس پاک بزرگ کا جو بعیت لیگا یہ کام ہوگا کہ وہ لوگوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ اور یہی وہ مقصد ہے جس کے لئے مسیح موعود بھیجا گیا۔ اب مسیح موعود کا کیا کام تھا وہی جو انبیاء کا ہوتا ہے یعنی تلاوت آیات تعلیم کتاب و حکمت اور تزکیہ نفوس (یتلوا علیہم اٰیاتہ و یزکیہم و یعلمہم الکتٰب والحکمۃ) پس جیسا کہ مسیح موعود ایک طرف غیر احمدیوں کو احمدی بناتے تھے اور دوسری طرف احمدیوں کا تزکیہ نفوس جس میں روحانی و جسمانی ترقی شامل ہے ایسا ہی اس خلیفہ کا کام ہے کہ وہ غیر احمدیوں کو احمدی بنائے۔ اور احمدیوں کو کمالات میں منازل میں بڑھائے۔

باقی رہے اسکے اختیارات سو اسکے اختیارات بھی وہی ہونگے جو اسکے ہیں جبکا وہ قائمقام ہے چنانچہ اسی اصل پر مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مان کر یہ اعلان صدر انجمن احمدیہ کے: معتمدین کی طرف سے ہوا تھا۔

"مطابق فرمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مندرجہ رسالہ الوصیۃ × × × × × حضرت مولوی صاحب موصوف کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہو جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا"

(بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

اور حضرت خلیفۃ المسیح فرماتے ہیں۔

"اگر حضرت صاحب کی لڑکی حفیظہ کو امام بنالیتے تو سب سے پہلے میں بیعت کرتا اور اسکی ایسی ہی اطاعت کرتا جیسی مرزا کی فرمانبرداری کرتا تھا (الحکم جلد ۱۵)"

مامور غیر مامور کی بحث

اب جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم غیر مامور کی اطاعت نہیں کرینگے وہ مندرجہ بالا حوالوں پر غور سے نظر کریں۔ آیا اطاعت کے لحاظ سے حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ ایسے فاضل جلیل عالم بے بدیل عامل کتاب و سنت نے کوئی تفریق کی ہے۔ وہ تو حفیظ فرمودہ۔ خود انکا وجود اور اپنے آپکو خلیفہ کہنا اور منوانا اسپر شاہد ہے آپ ارشاد فرماتے ہیں

"جس طرح پر آدم و داؤد اور ابوبکر و عمر کو اللہ تعالے نے خلیفہ بنایا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیفہ بنایا" (بدر ۴۔ ۱۱ جولائی سنہ ۱۲ء)

اس سے دونوں سوال حل ہو گئے ایک یہ کہ خلیفہ یا بادشاہ ہونا چاہیئے یا مامور۔ دوسرا یہ کہ اطاعت صرف مامور کی چاہیئے یا بادشاہ کی۔ کیونکہ دونوں فریق کے مسلمہ خلیفہ نہ بادشاہ تھے نہ مامور اور وہ فرماتے ہیں۔

"مرزا صاحب کے بعد میرا انکار ایسا ہی ہے جیسے رافضی صحابہ (خلفاء) کا کرتے ہیں"

اور ارشاد کرتے ہیں

"اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حقدار سمجھا خلیفہ بنا دیا جو اسکی مخالفت کرتا ہے جھوٹا اور فاسق ہے فرشتے بنکر اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کرو ابلیس نہ بنو"

(بدر ۴۔ ۱۱ جولائی سنہ ۱۲ء)

اور اپنی خلیفہ خوانگر نہ ہونیکے بارے میں فرمایا۔ دیکھو رپورٹ صدر انجمن احمدیہ صفحہ ۴۱ تا ۴۳

"اب ایک سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ تم ملہم نہیں۔ تمہاری کیا ضرورت ہے کیا حضرت صاحب ہمارے لئے کم ہدایت چھوڑ گئے ہیں۔ انکی اسی کے قریب کتابیں موجود ہیں وہ ہمارے لئے کافی نہیں یہ سوال بدبخت لوگو نکا ہے جو خدا تعالے کی سنت کا علم نہیں رکھتے۔ اس قسم کے سوال سے تمام انبیاء کا سلسلہ باطل ہو جاتا ہے چنانچہ کہہ سکتے ہیں کہ عَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا۔ جب خدا نے سب کچھ آدم کو بتا دیا تو اب نوحؑ اور ابراہیم کیا لائے۔ جو بتانا ضروری ہے كُلَّهَا تو آبا کے حق میں آچکا ہے پھر آدم کے لئے

سب ملائکہ نے سجدہ کیا پس اب انکو دوسرے انبیاء کی کیا ضرورت ہے؟ پھر دیم نقد واقعہ موجود ہے رسول اللہ صلعم جامع جمیع کمالات جنکی نسبت میرا اعتقاد ہے خاتم الرسل۔ خاتم الحکام۔ خاتم النبیین۔ خاتم الاولیاء۔ خاتم الانسان ہیں اب انکے بعد اگر کوئی ابوبکرؓ کو نہیں مانتا تو فرمایا فمن کفر بعد ذٰلک فاولٰئک ھم الفاسقون یعنی جو انکار کریگا وہ حد اطاعت سے نکلنے والا ہے۔

غرض یہ سوال پہلے آدم پہ پڑتا ہی پھر جناب محمد رسول اللہ صلعم پر پھر ابوبکر پر پھر علی پر پھر مہدی پر کہ جب سارے علوم رسالت مآب سنا گئے تو مہدی کی کیا ضرورت ہے حقیقی بات یہی ہے کہ ضرورت ہے اجتماع کی اور شیرازہ قائم رہ سکتا ہے ایک امام کے ذریعے اور یہ اجتماع کسی ایک خاص وقت میں کافی نہیں مثلاً صبح کو امام کے پیچھے اکٹھے ہوئے تو کیا کہہ سکتے ہیں کہ اب ظہر کو کیا ضرورت ہے؟ عصر کو کیا پھر شام کو کیا پھر عشاء کو کیا پھر جمعہ کو اکٹھے ہونیکی کیا ضرورت ہی پھر عید کے دن کیا ضرورت ہے؟ پھر حج میں کیا ضرورت ہے اسی طرح ایک وقت کی روٹی کھائی تو پھر دوسرے وقت کیا ضرورت ہے جب ان باتوں میں تکرار ضروری ہے تو پھر اس اجتماع میں بھی تکرار ضروری ہے۔ یہ میں اسلئے بیان کرتا ہوں تا تم سمجھو کہ ہمارے امام چلے گئے تو پھر بھی اُسی اتفاق اجتماع اور پر جوش روح کی کیا ضرورت ہی"

امت محمدیہ گمراہی پر جمع نہیں ہوتی

اور یہ وہ انتخاب ہی جو حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد پہلے اجماع سے ہؤا۔ اور باتفاق اہل سنت وجماعت۔ اجماع حجت شرعی ہی اور اس اجماع سے حضرت مسیح موعود نے وفات مسیح پر استدلال فرمایا۔ اور اگر ایسے اجماع کو حجت نہ مانا جائے تو شریعت کے بہت سے احکام اور بہت سے فہروں کے وجود سے انکار کرنا پڑے۔ پھر یہ اجماع جو ہم پیش کرتے ہیں۔ یہ وہ اجماع ہے جس پر

خدا کے مرسل کی تیار کی ہوئی جماعت سب سے پہلے قائم ہوئی اور ہمیشہ جمہور اہل اسلام کے نزدیک نبی کے قریب العہد لوگوں کی آرا کو مقدم سمجھا گیا ہے کیونکہ وہ براہ راست نور نبوت سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ اور اسوقت قلوب غل وغش سے پاک ہوتے ہیں پس اسوقت کے اجماع کو توڑنے والا پھر کوئی اجماع نہیں ہو سکتا۔

پس مسیح موعود کی وفات کے بعد امت محمدیہ نے جس بات پر اجماع کیا وہ یہ ہے کہ

(ا) حسب فرمان مسیح موعود مندرجہ الوصیۃ ایک وقت میں ایک ہی خلیفہ چاہیئے۔

(ب) وہ خلیفہ نہ تو مامور ہے نہ بادشاہ

(ج) اسکا فرمان ہمارے لئے ایسا ہی ہوگا جیسا مسیح موعود کا

(د) احمدی غیر احمدی زن ومرد وبچہ کی بیعت اسپر واجب ہے۔

اب یا تو اس اجماع کو ماننا چاہیئے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یجمع امتی او قال امۃ محمد علی ضلالۃ (رواہ الترمذی) کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اللہ میری امت کو یا امت محمدیہ کو ضلالت پر کبھی جمع نہیں کریگا۔ اب یا تو یہ مان لیجئے کہ جس پر مسیح موعود کی وفات کے بعد پہلا اجماع ہوا۔ وہ ضلالت نہیں۔ یا یہ مان لیجئے کہ ہم امت محمدیہ میں سے نہیں۔ کیونکہ ضلالت پر جمع ہونے کی صورت میں حسب حدیث یہ نتیجہ نکالنا ضروری ہے۔

نبی اور خلیفہ میں کیا فرق ہے؟

پھر مامور غیر مامور کے فرق کے بارے میں عرض ہے کہ مامور نبی رسول بھی بشر ہی ہوتا ہے اسکے اقوال تین قسم کے ہوتے ہیں (۱) وحی (۲) الفہم عن الوحی (۳) اجتہاد۔ نبی بھی سہو ونسیان سے محفوظ نہیں ہوتا۔ اس سے وحی کے فہم میں غلطی ممکن ہے پس اس حیثیت میں نبی اور خلیفہ برابر ہیں جیسے غلطی کا احتمال خلیفہ سے ہے ایسے ہی نبی سے بھی ہے (۲) اور اگر نبی کے پاس وحی ہوتی ہے تو وہ تمام وحی جو اول یوم سے آخر تک نبی پر اتری وہ بھی اس خلیفہ کے پاس ہوتی ہے بلکہ خلیفہ کے پاس تو علاوہ اس وحی

کے نبی کے اجتہادات۔ استنباطات بھی موجود ہوتے ہیں۔ پھر نبی کے تیار کردہ قوم میں اعلیٰ آدمی بھی ہوتے ہیں جن سے مشورہ لے سکتا ہے اور نبی ہر معاملہ کو صاف کر کے اُٹھتا ہے۔ پس نبی کا آخری وقت جس میں ہر نقص رفع ہو جاتا ہے اور زیر تربیت انسان حسب استعداد کمال کو پہنچ چکے ہوتے ہیں خلیفہ کا ابتدائی وقت ہوتا ہے اس میں تو غلطی کا احتمال اور بھی کم ہوتا ہے اور ہونا چاہیئے البتہ مامور سے پہلے اگر کوئی خلافت کا مدعی ہو تو اسکی اطاعت سے انکار ہو سکتا ہے۔

باقی رہا یہ سوال کہ بادشاہ ہونا چاہیئے۔ سو ایک جواب تو اسکا پہلے ہو چکا۔ یعنی حضرت مولنا نورالدین رضی اللہ عنہ کا خلیفہ ماننا اور اب تک انہیں خلیفۃ المسیح لکھنا۔

دوم۔ ہم تشحیذ ماہ جون میں بتا چکے ہیں کہ اصل سیاست دینی ہے۔ اور دنیوی تو اسکے اتباع میں ہے۔

سوم۔ مسیح موعود کی بعثت جمالی ہے رسول کریم صلعم کی بعثت اولی جلالی تھی۔ صحابہ میں اولاً ہی سلطنت آئی۔ لیکن مسیح موعود یعنی رسول کریم کی بعثت ثانی جمالی ہے۔ جیسا کہ ازالہ اوہام میں بھی ہے۔

"محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی اور احمد اور عیسےٰ اپنے جمالی معنوں کے رو سے ایک ہی ہیں اسکی طرف یہ اشارہ ہے ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہٗ احمد (صفحہ ۶۷۳)

اور صفحہ ۶۷۴ پر آ چکا ہے "ایسا ہی بغیر سیف و سنان کے اور بغیر آلات حرب کے آوے"۔ پس آپ کے خلفاء بھی جمالی ہوئے

چہارم۔ بنی اسرائیل میں بھی ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ بادشاہ کوئی اور ہے اور نبی کوئی اور اب اس نبی کا خلیفہ جو ہوگا وہ بھی بادشاہ ہونا ضروری نہیں بلکہ نہیں ہوا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر و عمر و عثمان و علی رض کا غیر مامور ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ نبی کا

خلیفہ غیر مامور ہوتا ہے یا ہو سکتا ہے اور یہ میں ثابت کر آیا ہوں کہ ایسے نبی بھی ہوئے ہیں۔ جو بادشاہ نہیں تھے پس غیر مامور غیر بادشاہ بھی خلیفہ ہو سکتا ہے۔

پنجم۔ یہ کہ جو خلافت میسر ہوں الٰہی کے مطابق شریعت کے احکام کا اجرا ہوتا ہے جس حد تک قانون سلطانی کے اندر جماعت کے نظم و نسق کا تعلق ہے ہمارے خلیفے کو وہ اختیارات حاصل ہیں جو سیاست دنیوی میں لازم ہیں اور تزکیہ نفوس کا کام ہے ہی جو ایک مامور من اللہ

ششم جن لوگوں کا یہ اعتراض ہے وہ اس بات کے بھی قائل ہیں کہ انجمن ہماری مطاع ہو مگر کیا انجمن بادشاہ ہے یا انجمن مامور ہے جب دونوں صورتیں نہیں تو اس پر بھی یہ اعتراض عائد ہوتا ہے۔

ہفتم۔ اس قسم کی خلافت کا امتناع شریعت اسلامیہ سے دکھانا چاہیئے۔

خلافت امر مشروع اور خلیفہ کی بیعت ضروری

ہم تو دیکھتے ہیں کہ خلافت ایک امر مشروع ہی اور نبی کریم صلعم نے ہر امر میں اسکا لحاظ رکھا ہے۔ اور ماموریت یا سلطنت کی کوئی شرط نہیں لگائی۔

اوّل۔ یہ کہ جب آپ مدینہ سے باہر گئے تو اپنے پیچھے ایک خلیفہ چھوڑا۔

دوم حضرت موسیٰ نے اپنی غیبت میں ہارون علیہ السلام سے کہا اخلفنی فی قومی واصلح ولا تتبع سبیل المفسدین۔

سوم سفر میں بھی ایک امیر بنا لینے کا حکم دیا۔ عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا کان ثلثۃ فی سفر فلیؤ مروا احدھم

(رواہ ابو داؤد)

جب تین آدمی بھی سفر میں ہوں تو ایک کو امیر بنا لو۔ پس ایک اتنی بڑی جماعت۔ سو اکسی امیر کے کیونکر رہے۔

چہارم۔ نبی کریم صلعم کا ارشاد ہے علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین

المھدیین (تم پر لازم ہے میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت پر چلنا) یہ امت محمدیہ کو حکم ہے جس سے خلفاء کا وجود ثابت ہے۔

پنجم۔ نبی کریم نے اپنی امت کے تہتر فرقے ہو جانیکی پیشگوئی فرمائی ہے اور سب کا جہنم میں جانا بتایا ہے سوا ایک کے جب پوچھا گیا کہ وہ ایک کون ہے تو فرمایا جو جماعت ہے دیکھو مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتب والسنۃ۔ تفترق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ و اصحابی × × × ثنتان وسبعون فی النار وواحدۃ فی الجنۃ وھی الجماعۃ

اب دیکھنا یہ ہے کہ جماعت کونسی ہو سکتی ہے ایک مثال سے یہ بات سمجھ میں آجائیگی۔ مسجد میں بہت سے لوگ نماز پڑھ رہے ہیں جب تک حالت انفرادی میں ہوں کبھی نہ کہا جائیگا کہ جماعت ہو رہی ہے لیکن جب ایک امام کے پیچھے کھڑے ہونگے تو اسپر جماعت کا اطلاق ہوگا پس جماعت وہی ہے جو ایک امام کے تابع ہو اور وہ امام ان میں زندہ موجود ہو

ششم۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتن کے وقت ایسی جماعت کے ایک فرد بننے کے لئے ارشاد فرمایا ہے جو ایک امام کے تابع ہو چنانچہ ارشاد ہوتا ہے دیکھو مشکوٰۃ کتاب الفتن کہ جب فتن کا زور ہو حق و باطل میں التباس اور جھگڑے اٹھ کھڑے ہوں اور گمراہی کی طرف مختلف بلانے والے ہو جائیں تو جماعت المسلمین اور انکے امام کو لازم پکڑ۔ تلزم جماعۃ المسلمین وامامھم۔

ھفتم۔ رسول خدا نے جماعت سے الگ ہونیوالے کے بارے میں فرمایا۔ من فارق الجماعۃ شبراً فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ (مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتب والسنۃ) اور کتاب الامارۃ میں ہے وانہ من خرج من الجماعۃ قید شبر فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ الا ان یراجع ومن دعی بدعوی الجاھلیۃ فھو من جثی جھنم وان صام وصلی وزعم انہ مسلم (رواہ احمد والترمذی) جو جماعت

(یعنی جو ایک زمانہ خلیفہ و امام کے حلقہ اطاعت میں رہا) سے ذرا بھی الگ ہوا اس نے اپنی گردن سے اسلام کی رسی کو اتار دیا۔ الا بصورتیکہ رجوع کرے اور جو جاہلیت کی رسوم پر چلا گیا) پیچھے ایک حدیث گزر چکی ہے بروایت مسلم کہ من مات ولیس فی عنقہ بیعۃ مات میتۃ جاھلیۃ۔ جو بایں حال مرا کہ وہ وقت کے خلیفہ کی بیعت میں نہیں وہ جاہلیت کی موت مرا) تو وہ خواہ روزہ رکھے نماز پڑھے اور خیال کرتا ہو کہ میں مسلم ہوں پھر بھی جہنمیوں کی جماعت میں ہوگا)

ہشتم۔ حضرت علی نے ان لوگوں سے جو انکے حلقہ بیعت میں داخل نہ ہوتے یا نکل گئے مقابلہ کیا۔ جس سے ظاہر ہے کہ خلیفہ کی بیعت کسقدر ضروری ہے کیونکہ شوریٰ پر زور دینے والوں اور خلافت کو نہ ماننے والونکو خارجی فرمایا۔

نہم۔ مشکوٰۃ کتاب الامارۃ والقضاء میں ارشاد ہوتا ہے سیکون خلفاء فیکثرون قالوا فما تامرنا۔ قال فوا ببیعۃ الاول فالاول الخ (متفق علیہ) کہ بہت سے خلفاء امت محمدیہ میں ہونگے عرض کیا ہمیں کیا ارشاد ہے۔ نبی کریم نے ارشاد کیا پہلے کی بیعت پورا کرو پھر دوسرے کو۔ محشی مشکوٰۃ لکھتا ہے۔ ولم یرد بہ فی زمان واحد بل الحکم ھذا عند تجدد کل زمان وتجدد بیعۃ۔ کہ ایک زمانہ مراد نہیں بلکہ ہر نئے عہد کے متعلق یہ حکم ہے اور ہر نئی بیعت کے متعلق تجدد بیعۃ سے یہ بھی ثابت ہو گیا ہے جیسا بیعۃ الاول فالاول سے بھی ثابت ہے کہ ایک ہی بیعت کافی نہیں بلکہ ہر خلیفہ کی بیعت ضروری ہے پس جو لوگ کہتے ہیں کہ بیعت ضروری نہیں یا ایک ہی بیعت کافی ہے وہ اسپر غور فرمائیں۔

دہم۔ خلیفۃ المسیح نے خلافت کو حبل اللہ فرمایا۔ دیکھو بدر یکم فروری ۱۲ء۔ اپنی خلافت کے بارے میں فرماتے ہیں۔

"تم اس حبل اللہ کو مضبوط پکڑو۔ یہ بھی خدا ہی کی رسن ہے جس نے تمہارے متفرق اجزا کو اکٹھا کر دیا"

اور قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً۔ سب حبل اللہ کا اعتصام کرو۔

یازدہم۔ خلیفۃ المسیح کی بیعت کیوقت جو اقرار کیا تھا۔ کہ انکا فرمان مسیح موعود کی مانند ہوگا اس سے بھی ثابت ہُوا۔ کہ خلیفہ کی بیعت ضروری اور اسکی اطاعت واجب ہی اور جو بعض نادان اپنا پنڈ چھڑانے کے لئے یہ کہدیتے ہیں کہ حضرت مولوی صاحب تو مہدی تھے اسلئے ہم آنکی اطاعت کرتے تھے وہ غلطی پر ہیں کیونکہ حضرت مولانا نورالدّین رضی اللہ عنہ کو جو مہدی کہا جاتا ہے تو بحیثیت خلیفۃ المسیح یعنی اولاً وہ مسیح موعود کے خلیفہ اول ہیں اور بعدہٗ مہدی۔ پس انکی اصل حیثیت خلیفہ کی ہے اور مہدی تو اس لحاظ سے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے خلفاء راشدین کو مہدی کہا ہے۔ ورنہ بذاتہٖ مہدی ماننا۔ غیر احمدی ہونا ہے کیونکہ کشتی نوح میں حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"جو شخص مجھے فی الواقعہ مسیح موعود و مہدی معہود نہیں سمجھتا۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔"

پھر ازالہ اوہام میں ارشاد ہوتا ہے۔ صفحہ ۲۱۵

"در اصل یہ خیال بالکل فضول اور مہمل معلوم ہوتا ہے کہ باوجودیکہ ایک ایسی شان کا آدمی ہو کہ جس کو باعتبار باطنی رنگ اور خاصیت اسکی کے مسیح بن مریم کہنا چاہیئے دنیا میں ظہور کرے۔ اور پھر اسکے ساتھ کسی دوسرے مہدی کا آنا بھی ضروری ہو۔ کیا وہ خود مہدی نہیں ہے۔"

پس جو لوگ مولانا رضؓ کو مہدی کہتے ہیں۔ وہ یہ بھی خیال رکھیں کہ انکی صفت مہدویت بوجہ خلافت مسیح موعود ہے اور ایسے مہدی حضرت صاحبزادہ اولوالعزم مرزا محمود احمد صاحب بھی ہیں کیونکہ آپ بھی خلیفہ ہیں۔ اور حجج الکرامہ میں لکھا ہے۔ "وعمراو (مہدی) نزد خروج چنانچہ ابن عربی نقل کردہ بست و شش سال باشد۔ یعنی ایک خلیفہ ۲۶ سال عمر کا ہوگا۔ اور وہ مہدی ہے۔

حضرت مسیح موعود نے اپنے خلیفہ کو کیا حیثیت دی	اور پیغام صلح مصنفہ حضرت اقدس کی اس عبارت کو اپنا معمول بنائیں

"اگر ہندو صاحبان دل سے ہمارے ساتھ صفائی کرنا چاہتے ہیں تو وہ بھی ایسا ہی اقرار لکھکر اسپر دستخط کر دیں اور اسکا مضمون بھی یہ ہوگا کہ ہم حضرت محمد مصطفےٰ رسول اللہ صلعم کی رسالت اور نبوت پر ایمان لاتے ہیں اور آپکو سچا نبی اور رسول سمجھتے ہیں اور آئندہ آپکو ادب اور تعظیم کے ساتھ یاد کرینگے جیسا کہ ایک ماننے والے کے مناسب حال ہے۔ اور اگر ہم ایسا نہ کریں تو ایک بڑی رقم تاوان کی جو تین لاکھ روپے سے کم نہ ہوگی۔ احمدی سلسلہ کے پیشرو کی خدمت میں پیش کریں گے۔

اس سے آگے فرماتے ہیں۔

"اور جو لوگ ہماری جماعت سے ابھی باہر ہیں در اصل وہ سب پراگندہ طبع اور پراگندہ خیال ہیں کسی ایسے لیڈر کے ماتحت وہ لوگ نہیں۔ جو انکے نزدیک واجب الاطاعت ہے اسلئے میں انکی نسبت کچھ نہیں کہہ سکتا"

اس سے دو باتیں ثابت ہیں ایک تو یہ کہ احمدی سلسلہ کا ایک پیشرو ہر زمانہ میں موجود رہیگا اور وہ قوم کا ایسا معتمد علیہ ہوگا۔ کہ تین لاکھ روپیہ لینے کا سزاوار ہو۔ اور بصورت خلاف ورزی معاہدہ تین لاکھ روپیہ دینے کا انتظام بھی کر سکتا ہو۔

دوم۔ یہ کہ سلسلہ احمدیہ اور دوسرے فرقہ ہائے اسلام میں یہ مابہ الامتیاز ہے کہ سلسلہ احمدیہ ہر وقت ایک ایسے امام یعنی پیشرو کے ماتحت ہوتا ہے۔ جو

واجب الاطاعت ہو

پس میں نہیں گمان کر سکتا۔ کہ اس حوالہ کے پڑھ لینے کے بعد بھی کوئی ایسا احمدی ہو جو ایک خلیفہ کا وجود نہ مانے اور اسے واجب الاطاعت نہ جانے۔

ہر نبوت کے بعد خلافت ضروری ہے

تعجب ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود کی علامت یہ ٹھہراتے ہیں کہ وہ نبی اللہ ہوگا۔ دیکھو ازالہ اوہام صفحہ ۲۸۵ حصہ دوم

"مسیح موعود جو آنے والا ہے۔ اسکی علامت یہ ہے کہ وہ نبی اللہ ہوگا۔"

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ماکانت النبوۃ قط الا تبعتھا خلافۃ (کوئی ایسی نبوت نہیں جس کے بعد خلافت نہ ہو) دیکھو خصائص کبریٰ امام سیوطی رح

جس سے لازم آتا ہے کہ آپ کے بعد سلسلہ خلافت ہو۔ پھر ہمارے بعض بھائی یہ عقیدہ رکھیں کہ مسیح موعود کے بعد سلسلۂ خلفاء نہیں حالانکہ

اول۔ تو پیغام صلح کی مندرجہ بالا عبارت اسپر شاہد ہے

دوم۔ حمامۃ البشریٰ کی عبارت

سوم۔ ۱۴ اپریل الحکم ۱۹۰۸ء کی ڈائری "جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں۔ تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے۔ اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعے اسکو مٹاتا ہے۔"

چہارم۔ حمامۃ البشریٰ صفحہ ۳۷۔ ثم یسافر المسیح الموعود او خلیفۃ من خلفائہ الی ارض دمشق سے بھی واضح ہو کہ مسیح موعود کے بعد خلفاء ہونگے اور ان میں سے ایک خلیفہ ارض دمشق کی طرف جائیگا۔

پنجم۔ جیسے خاتم النبیین کے معنے یہ ہیں کہ آئندہ انکے فیض سے نبی ہونگے ایسے ہی خاتم الخلفاء کے معنی ہیں کہ انکی اتباع سے خلیفے آئینگے اور اسی جماعت سے آئینگے۔

ششم۔ سبز اشتہار میں حضرت اقدس فرماتے ہیں صفحہ ۱۵۔ "خدا تعالیٰ کی انزال رحمت اور روحانی برکت کے بخشنے کیلئے بڑے عظیم الشان دو طریقے ہیں ××× دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیاء و خلفاء ہے تا انکی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں اور انکے نمونہ پر اپنے تئیں بناکر نجات پاجائیں سو خدا تعالےٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آجائیں × × × × اور دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے بیان کی ہے

(یعنی ارسال مرسلین ونبیین وائمہ واولیا وخلفا) اسکی تکمیل کے لئے خدا تعالے دوسرا بشیر بھیجیگا × × × اور خدا تعالے نے اس عاجز پر ظاہر کیا۔ کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائیگا جسکا نام محمود ہے وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا"

اس سے ظاہر ہے کہ دوسرا طریق انزال رحمت کا حضرت اقدس پر یوں پورا ہونا تھا۔ کہ آپ کی اولاد میں سے بھی خلیفہ ہو اور وہ خلیفہ کون ہے اسکا نام بھی خود ہی بتا دیا۔ دوسرا بشیر جس کا نام محمود ہے وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔

پھر اسی سبز اشتہار کے صفحہ ۷ میں لکھا ہے۔

"دوسرا لڑکا جسکی نسبت الہام نے بیان کیا ہے کہ دوسرا بشیر[1] دیا جائیگا۔ جس کا دوسرا نام محمود ہے وہ اگرچہ ابتک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا۔ مگر خدا تعالے کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا[2]۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں پر اسکے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں"

---

[1] سبز اشتہار صفحہ ۱۲ میں اسی کو مصلح موعود فرمایا ہے فرماتے ہیں مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا۔ اور نیز دوسرا نام اسکا محمود اور تیسرا نام اسکا بشیر ثانی بھی ہے۔"

[2] یہ میعاد ۹ سال کی ہے دیکھو اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء "ایسا لڑکا بموجب وعدۂ الہی ۹ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا۔ خواہ جلد ہو خواہ دیر سے بہرحال اس عرصہ کے اندر پیدا ہوگا"

پس مصلح موعود کے لئے جو ۹ سال کے بعد کا وقت مقرر کرتے ہیں۔ وہ غور فرمائیں کہ حضرت اقدس فرماتے ہیں (دیکھو اشتہار ۱۲۔ جنوری ۱۸۸۹ء) "اور اگر مدت مقررہ* سے ایک دن بھی باقی رہجائیگا۔ تو خدائے عزوجل اس دن کو ختم نہیں کرے گا۔ جب تک اپنے پاک وعدہ کو پورا نہ کرے"

*یعنی ۹ سال

اور حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۶۰ میں اس پیشگوئی کا حوالہ دیا ہے اور اسے حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد پر منطبق کیا ہے بایں الفاظ

"یہ ہی عبارت اشتہار سبز کے صفحہ ۷ کی جس کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود رکھا گیا اور ابتک بفضلہ تعالےٰ زندہ موجود ہے اور سترھویں سال میں ہے۔"

اب اے منصف مزاج بھائیو! خدارا غور کرو کیا کوئی اشتباہ اس بات میں رہجاتا ہے کہ دوسرا بشیر جسکا نام محمود ہے اور جو میعاد کے اندر پیدا ہوا خلیفہ نہیں؟ کیونکہ ارسال خلفاء کا وعدہ محمود کی ذات سے متعلق ہے کما مر

کیا انجمن مطاع ہے؟ ان تمام بینات کی موجودگی میں وہم بھی نہیں گزر سکتا کہ انجمن مسیح موعود کی جانشین یعنی خلیفہ ہے اور وہ مطاع قوم ہے کیونکہ ہم بعد روشن کی طرح ثابت کر چکے ہیں کہ خلافت اسی طریق پر ہونی چاہیئے جس پر اگلے انبیاء اور بالخصوص نبی کریم صلعم کی ہوئی اور وہ خلیفہ مومنوں کے انتخاب و اتفاق رائے سے ہوگا۔ اور انجمن جانشین صرف ان معنوں میں ہے کہ وہ کارپرداز مصالح قبرستان ہے۔ اور مالی معاملات اسکے سپرد ہیں یعنی حساب وکتاب کے لئے ہے اور خلیفہ کے لئے ایک مجلس شوریٰ اور اسکے احکام کے نفوذ کا ذریعہ تجربہ بھی بتاتا ہے کہ انجمن کا وجود سوائے خلافت کے ناممکن ہے چنانچہ دیکھو جب تک مسیح موعود وخلیفۃ المسیح کے دامن سے ہلائے وہ وابستہ رہے انجمن بھی رہی۔ جب خلافت سے الگ ہوئے تو انکے زعم میں انجمن بھی ٹوٹ گئی جس سے ثابت ہوا کہ انجمن کی زندگی خلافت کے زیر سایہ ہے۔ اور پھر جو تحریر حضرت اقدس کی پیش کرتے ہیں وہ بھی یہی ہے کہ اسکی کثرت رائے کا فیصلہ قطعی ہوگا۔ اور یہ کہ انجمن خلاف منشاء میرے ہرگز نہ کریگی۔

پس اب ہم دیکھتے ہیں کہ انجمن کی کثرت رائے کا فیصلہ بھی یہی ہے کہ ایک خلیفہ ہو اور آجکل وہ خلیفہ حضرت محمود (ادام اللہ مجدہ) ہیں۔ اور ہمکو یقین کرنا چاہیئے کہ انجمن نے کوئی ایسا

فیصلہ نہیں کیا جو خلاف منشاء حضرت اقدس ہو اگر ایسا ممکن ہوتا تو حضور نے جہاں اور قواعد لکھے تھے یہ بھی لکھدیتے کہ اگر انجمن کوئی ایسا فیصلہ کرے جو میرے منشاء کے خلاف ہو تو اور انجمن انہی اصولوں پر بنائی جاوے ایسا حکم نہ دینا ثابت کرتا ہے کہ انجمن کی کثرت رائے ہمیشہ حق پر رہیگی کیونکہ وہ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین اور اسکی زیر نگرانی ہے۔ اور مقرر کردہ وہ ہے جسے ہر زمانہ میں خدا تعالے قائم کرے۔

وفات مسیح پر چند دلائل

نمبر ۳

(سوال) قرآن کریم میں یکلم الناس فی المھد وکھلاً آیا ہے یعنی عیسیٰؑ گود اور کہولت میں لوگوں سے باتیں کرینگے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ ضرور تشریف لائینگے اگر زندہ نہ ہوں تو پھر کس طرح آئینگے یکلم صیغہ استقبال آئندہ کے لیے ہے نہ زمانہ ماضی کے لئے

(جواب) اول تو یہ بشارت حضرت مریم صدیقہ آپکی والدہ کے لئے ہی جیسے کہ آیت ماسبقہ آیت ہذا سے ثابت ہے۔ شروع آیت اس طرح ہے دیکھو پ ۳ اذ قالت الملئکۃ یامریم ان اللہ یبشرک الایۃ یعنی پیشتر از ولادت حضرت مریم صدیقہ کو یہ خبر دیگئی کہ میرا بچہ ایسا ہوگا ایسا ہوگا ترجمہ آیت اسطرح ہی جسوقت کہا فرشتوں نے اے مریم تحقیق اللہ بشارت دیتا ہے تجھکو ساتھ ایک بات کے اپنی طرف سے نام اسکا مسیح عیسےٰ بیٹا مریم کا آبرو والا بیچ دنیا کے اور آخرت کے اور نزدیک کئے گیوں کے اور باتیں کریگا لوگوں سے بیچ مہد کے اور کہولت کے اور تھا صالحوں سے۔ اب ثابت ہوا کہ یہ بشارت محض آپکی والدہ مکرمہ کو دیگئی تھی اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بشارت کے بعد ہی پیدا ہوئے اور عہد اور کہولت کا وقت بھی آنجناب پر اسکے بعد ہی آیا جو کہ آپکے سوال زمانہ استقبال والے کو حل کر دیتا ہے آپ غور فرماویں۔

دوم آپکا مغالطہ کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تھی اور آپؐ کے بعد ہی یہ واقعہ

وقوع میں آنیوالا ہی صحیح نہیں ہے بلکہ آنجناب کو خدا تعالےٰ نے یہ واقعہ حکایتہً بیان فرمایا ہے فتامل۔ دوم۔ اگر یہ پیشگوئی مریم صدیقہ کی زبان سے نہیں تھی بلکہ آنحضرتؐ کی زبان مبارک سے ہو جسکا وقوعہ ہونیوالا ہے تو جیسا کہ زمانہ کہولت میں کلام کرنے کی نسبت پیشگوئی ہے ویسا ہی مہد یعنی گود میں بھی۔ تو ماننا پڑیگا۔ کہ عیسےٰؑ پھر دوبارہ پیدا ہوگا تب گود میں باتیں کریگا۔ ورنہ ۳۳ سال کا جوان آدمی کب گود میں باتیں کرسکتا ہے اور کہولت میں کلام کرنا بھی آپ پر صادق نہیں آسکتا اسلیئے کہ من نعمرہ ننکسہ۔ فی الخلق۔ جس کو عمر طویل ملتی ہے وہ آخر بوڑھا ہوجاتا اسکی ہڈیاں سست ہوجاتی ہیں۔ اب سوچو کہ جناب مسیح علیہ السلام کو پیدائش سے اسدم تک قریباً دو ہزار برس کا زمانہ گذر چکا ہے اور لغت اور تفاسیر سے کہولت کی مدت تیس سے چالیس تک ہی تاج العروس میں ہے وقال ابن الاثیر الکھل من الرجال من زاد ثلاثین سنۃ الی الاربعین۔ ابن اثیر کہتا ہی کہل اسوقت کہلاتا ہے جب تیس سے گزر کر چالیس تک نوبت پہنچے اور تفسیر تنویر المقباس جلد اول صفحہ ۴۸ میں ہے کھلاً بعد ثلاثین سنۃ بالنبوۃ یعنی تیس سال کی عمر کے بعد جب وہ نبی ہوئے تھے تو اسوقت وہ کہل تھے" ان حوالجات سے ثابت ہوا کہ حضرت مسیح علیہ السلام مہد و کہولت میں باتیں کرچکے ہیں۔ آئندہ انتظار رکھنا جنون محض ہی۔ سوم۔ مہد کے معنے فرش زمین کے بھی آئے ہیں جیسے فرمایا۔ اللہ نفعہ الذی جعل لکم الارض مھداً وجعل لکم فیھا سبلاً پ ۲۵ ع ۱ جسنے کیا واسطے تمہارے زمین کو بچھونا (مہد) اور بنائیں واسطے تمہارے بیچ اسکے راہیں۔ خلاصہ مطلب یہ کہ آیت ہذا میں اللہ تعالےٰ عالم الغیب والشہادۃ نے قبل از وقت حضرت مریم کو بشارت دیکر ایک بڑے بھاری شرک کا قلع قمع کردیا ہی جو کسی دوسرے وقت میں ہونیوالا تھا (اور وہ عیسےٰؑ کو آسمان پر بجسدہ العنصری چڑھانا ہی فرمایا یکلم الناس فی المھد الایۃ الغرض مہد یعنی ہے کہ عیسےٰؑ اسی زمین میں ہی باتیں کریگا آسمان پر ہرگز نہیں جائیگا جیسا کہ عوام کا خیال ہے پس مسیح زمین میں ہی پیدا ہوا۔ اور زمین میں ہی جیا اور باتیں کرتا رہا اور پھر حسب وعدہ کل نفس ذائقۃ الموت ای

([illegible])

رمضان شریف میں کتابوں کی قیمت میں غیر معمولی رعایت

نام کتاب	قیمت اصلی	قیمت رعایتی	خلاصہ مضمون
مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعودؑ	۱۰ر	۸ر	حصہ دوم سے حصہ ہفتم تک
سچ بیان نظم پنجابی	۲ر	۱ر	مسیح موعود کی تائید میں
احسن القصص	۲ر	۱ر	سورہ یوسف مترجم اردو مع تفسیر مصنفہ اکمل
درثمین فارسی	۶ر	۵ر	حضرت اقدس کی فارسی نظمیں
درثمین اردو	۳ر	۲ر	" " اردو "
مبادی الصرف	۲ر	۱ر	مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح اول
درس قرآن شریف کے نوٹ	۵ر	۴ر	حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے فرمودہ
ابطال الوہیت مسیح	۳ر	۲ر	مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح اول
تحفہ سالانہ جلسہ ۱۹۰۷ء	۶ر	۴ر	مختلف بزرگان قوم کی تقریریں
حقیقت نماز	۶ر	۴ر	نماز کے متعلق ضروری احکام
النصح	۲ر	۱ر	تائید سلسلہ
ردّ چکڑالوی	۵ر	۳ر	ردّ فرقہ چکڑالوی
ادعیۃ الاحادیث	۱ر	۶ر	احادیث کی وہ دعائیں جو مختلف مقامات وحالات کے مناسب رسول کریمؐ نے فرمائی ہیں
صادقوں کی روشنی	۴ر	۳ر	
البرق	۲ر	۱ر	ردّ شیعہ
طبیب روحانی	۱ر	۱ر	بعض روحانی امراض کا علاج قرآن اور احادیث سے بچوں کے پڑھانے کے لئے
مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی	۱ر	۱ر	تمام اعتراضات کا دندان شکن جواب سلطان محمد کے دستی رقعہ کا عکس جس میں اس نے اپنی عقیدت کا اظہار کیا

نام کتاب	قیمت اصلی	قیمت رعایتی		قیمت اصلی	قیمت رعایتی		قیمت اصلی	قیمت رعایتی
مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود	۱۰	ھ	سچ بیان نظم پنجابی	[illegible]	[illegible]	احسن القصص	[illegible]	[illegible]
حصہ یشین فارسی اردو	[illegible]	[illegible]	مبادی الصرف	۲	[illegible]	درس قرآن شریف کے نوٹ خلیفہ اول	۲	[illegible]
ابطال الوہیت مسیح	[illegible]	[illegible]	ادعیۃ الاحادیث	[illegible]	[illegible]	صادقوں کی روشنی	[illegible]	[illegible]
طبیب روحانی	ا	ا	مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی	ا	[illegible]	القاء ربانی	[illegible]	[illegible]
البلاغ المبین	[illegible]	[illegible]	ادعیۃ القرآن	[illegible]	[illegible]	نغمۂ اکمل حصہ دوم	[illegible]	[illegible]
نشان رحمت	[illegible]	[illegible]	پسر موعود	[illegible]	[illegible]	فلاحی	۱۰	[illegible]
عصمت انبیاء	۱۰	[illegible]	طہور المسیح	[illegible]	[illegible]	مجموعہ الہامات حضرت خلیفہ ثانی حصہ اول	۳	[illegible]
ہدایات در بارہ معاملات	[illegible]	ا	کلام محمود	[illegible]	[illegible]	〃 〃 حصہ دوم	[illegible]	[illegible]
ضرورت زمانہ	[illegible]	[illegible]	عمدۃ الاحکام	[illegible]	[illegible]	〃 〃 حصہ سوم	[illegible]	[illegible]
						آثار مبارکہ	[illegible]	[illegible]
مجربات نور الدین حصہ اول	۱۰	۵	مجربات نور الدین حصہ دوم	[illegible]	۵			

ادویہ مجربہ از مطب حضرت خلیفۃ المسیح ساختہ حکیم قطب الدین صاحب

حب سر درد دافع پھوڑے فی ماشہ عہ **سرمہ مصروا** مقید اکسا مڑوا لا مقوی بصر مفید ککرے غشا اسہال چشم فی تولہ عار **سرمہ نگاری** مفید پھول و دھند جالا ایل بیاض چشم و خارش چشم عہ **سرمہ ماہیرا** مقوی بصر ازالہ ضعف بری ضماد سلاق و سرخی پلک جس سے بال گر جاتے ہیں فی ماشہ ۴ر **حب اکسیر الجنین** اٹھرا کو دور کرتی ہے فی تولہ عہ **حب مقوی** باہ و ممسک فی دو رتی ۵ر **حب مقوی باہ** فی رتی ۶ر **دوا بواسیر خونی** جو سلخ اکی میں بند کرتی ہے فی رتی ۵ر **دوا جریان** ۷ خوراک ۵ر **روغن مقوی حافظہ** دافع فالج لقوہ رعشہ ضعف اعصاب فی تولہ ۸ر **حب سعال** فی رتی ۴ر **حب صرع** فی رتی ۴ر **حب حافظہ** فی رتی ۴ر **مرہم** بہت سے بچوں کے لئے جو سبب ککرے کے آنکھ نہیں کھول سکتے اور سوج جاتی ہیں اور کئی علاجوں سے آرام و صحت نہ ہوئی ہو اسکے ڈالنے سے بہت جلد آرام ہو جاتا ہے اسکا فائدہ مثل معجزہ کے ہے خدا کے فضل سے ترکیب استعمال کا پرچہ ہمراہ ہوگا قیمت فی ماشہ عہر دفتر تشحیذ سے طلب کرو۔

کلکتہ کے نامی ڈاکٹر ایس کے برمن کی دوائیوں پر ایڈیٹروں کی رائے

پیسہ اخبار لاہور۔ دوائیوں کو استعمال کرایا اور ہر موقعہ پر بے خطا و حکمی علاج پایا

نیر اعظم مراد آباد۔ حقیقت میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے مشہور اور موثر دوائیوں میں بڑی کامیابی حاصل کی ہے اور ملک کو قدر کرنی چاہیئے۔

اخبار عام لاہور۔ جملہ ادویات کا بکس پہنچا۔ دوائیاں ایک ایک مجرب اور آزمودہ بلکہ تیر بہدف پائی جاتی ہیں اس قدر مفید اور پر تاثیر بکس کا ہر ایک گھر میں ہونا مفید ثابت ہوگا۔

پنجاب سماچار لاہور۔ عرق کافور کولا ٹانک اور سارسا وغیرہ چند ایک مریضوں پر استعمال کرائی گئیں امید سے بڑھکر ثابت ہوئی۔

پردہ نشین آگرہ۔ عرق پودینہ سبز روغن سونف وغیرہ چند شکایتوں میں آزمایا اور نہایت درجہ مفید پایا

اردو ہنس گزٹ گجرانوالہ۔ بیشک ڈاکٹر برمن کے مقوی باہ کی گولیوں کے مقابلہ میں دوسری دوا کم دیکھنے میں آئی یہ اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔

رہنما لاہور۔ ہم وثوق سے کہتے ہیں کہ تمام ہندوستان بلکہ دنیا بھر کے دوافروشوں سے ڈاکٹر ایس کے برمن صاحب کی ادویات سستی اور پر تاثیر ہیں۔

زمانہ کانپور۔ ڈاکٹر صاحب کی دوائیں سستی ہونیکے ساتھ مفید اور مجرب بھی ثابت ہوئی ہیں اسلئے آپ

سے آزمائش کی سفارش کرتے ہیں۔

تمدن دہلی۔ دانت کے درد اور کان کے بہنے کی دوا ہمنے اپنے تجربہ میں تیر بہدف پائیں

مدینہ بجنور۔ ڈاکٹر صاحب کی ادویات قابل اعتبار اور مفید ثابت ہوئی ہیں مفصل حالات کے لئے کارخانہ کی بڑی فہرست جس میں چالیس سخت امراض کی آسان دوائیوں کے علم موجود ہیں مفت طلب کرکے دیکھئے اور تھوڑے خرچ میں اپنے اور اپنے ہمسایوں کو فائدہ پہنچائیے۔

ادویات ہر جگہ ملتی ہیں ورنہ کارخانہ سے طلب فرمائیے۔

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ